دارالعلوم کراچی کا ترجمان

ماہنامہ

البلاغ

ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۴۰۸ھ جولائی سنہ ۱۹۸۸ء

بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

هٰذا بلاغٌ للنّاس
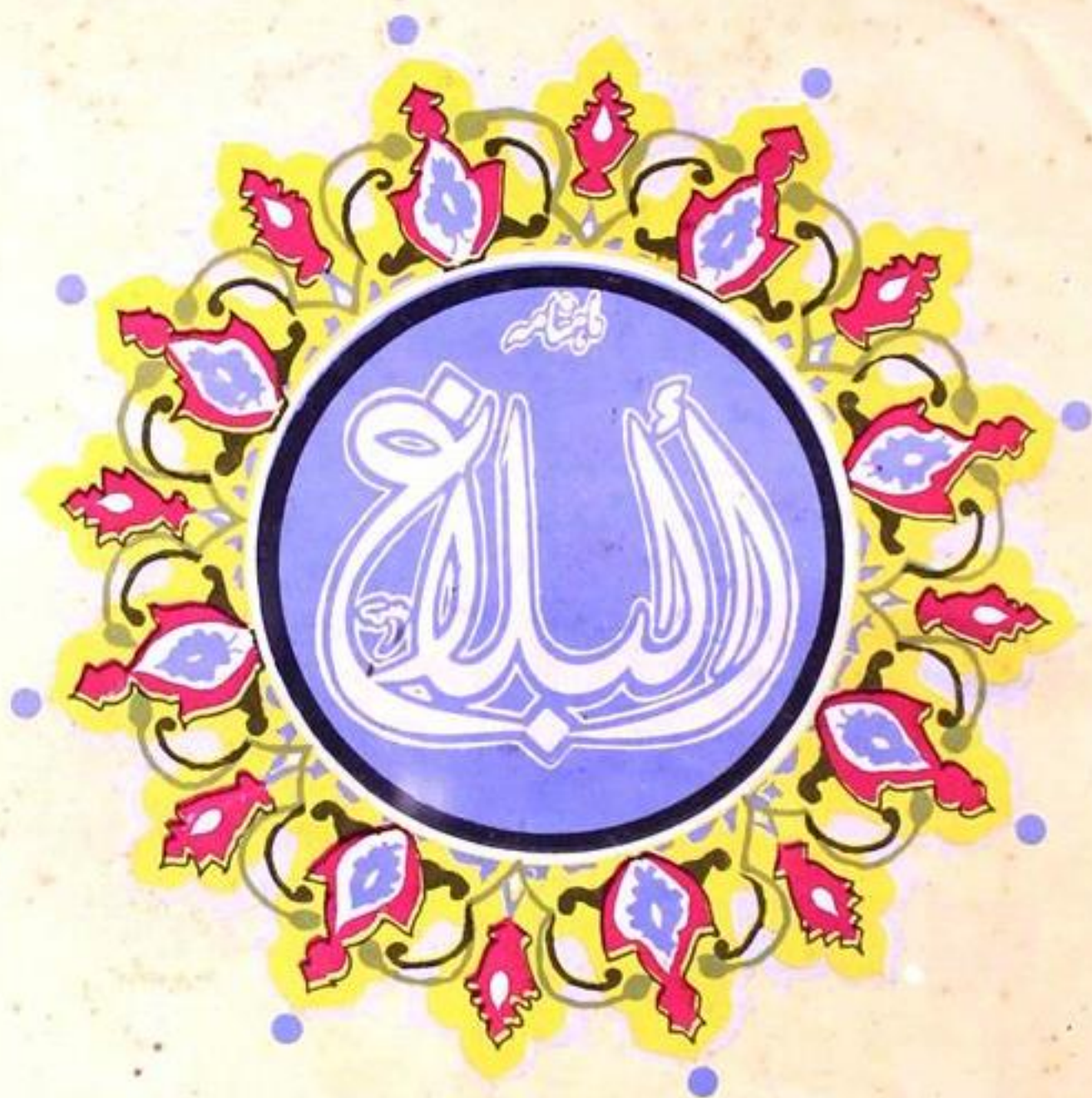
جلد ۲۲
شمارہ ۱۱

ذیقعدہ ۱۴۰۸ھ
جولائی ۱۹۸۸ء

نگران

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی

مدیر

محمد تقی عثمانی

ناظم

شجاعت علی ہاشمی

قیمت فی پرچہ پانچ روپے

سالانہ پچاس روپے

سالانہ بدل اشتراک

بیرون ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک رجسٹری

ممالک	بدل اشتراک
ریاستہائے متحدہ امریکہ	۲۴۳ روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ	۱۸۰ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت	۱۵۰ روپے

پبلشر: محمد تقی عثمانی، دارالعلوم کراچی
پبلشر: مشہور آفسٹ پریس کراچی

خط و کتابت کا پتہ:
ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم، کورنگی
فون نمبر: ۳۶۱۲۱۷

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر و فکر

دو خاندانی حادثے

حمد و ستائش اس ذات کیلئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

پچھلے ڈیڑھ ماہ میں احقر کو دو خاندانی نوعیت کے حادثے پیش آئے۔ ۲۰ رشعبان کو احقر کی ایک حقیقی ہمشیرہ تقریباً دو ہفتے موت و حیات کی کشمکش میں رہنے کے بعد اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملیں، اور اس کے ٹھیک پینتالیس دن بعد ۵ رشوال کو ان کے شوہر اور ہمارے بہنوئی مشرف حسین صاحب مرحوم اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

احقر کی سب سے بڑی ہمشیرہ حضرت والد صاحب قدس سرہ کی حیات ہی میں ۱۹۷۶ء میں، ۳۷ سال کی عمر میں وفات پا چکی تھیں۔ ان کے بعد ان سے چھوٹی تین ہمشیرگان میں سے عمر کے لحاظ سے یہ دوسرے نمبر کی ہمشیرہ تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی صفات سے نوازا تھا۔ انہوں نے کبھی کسی اسکول کالج کی شکل تک نہیں دیکھی، لیکن گھریلو تعلیم اور حضرت والد ماجد قدس سرہ کی تربیت کے طفیل اللہ تعالیٰ نے علمی و ادبی صلاحیت بھی ایسی عطا فرمائی تھی کہ بڑی بڑی ڈگری یافتہ خواتین کو حاصل نہیں ہوتی۔ لکھنے پڑھنے کا بچپن ہی سے شوق تھا، اور تحریر و گفتگو میں شائستگی اور ادبیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، فطری طور پر شعر کا بھی

بڑا ستھرا ذوق تھا، اعلیٰ معیار کی شعر فہمی کے ساتھ کبھی کبھی خود بھی بلا تکلف شعر کہہ لیتی تھیں، اُن کے ان چند اشعار سے اس فطری صلاحیت کا اندازہ ہو سکتا ہے:۔

اٹھے گی کس طرح بزمِ جہاں؟ نہیں معلوم
کہاں یہ جائیں گے کون و مکاں؟ نہیں معلوم
ہمیں تو آتا ہے رونا مآلِ گلشن پر
بھلا یہ ہنستے ہیں کیوں گلستاں؟ نہیں معلوم
گذر رہی ہیں نشیمن سے بے سلام و پیام
خفا خفا سی ہیں کیوں بجلیاں؟ نہیں معلوم

یہ آخری شعر تو ایسا ہے کہ اچھے اچھے پختہ کار شعر گو بھی یہ سُنکر انگشت بدنداں رہ گئے کہ ایک گھریلو خاتون، جس نے کبھی کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل نہیں کی، ایسا شعر کہہ سکتی ہے!

حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے طفیل بفضلہٖ تعالیٰ گھر کا ماحول دینی تھا، اور وہی دینی رنگ اُن پر بھی چڑھا ہوا تھا، حضرت والد صاحب قدس سرہٗ اکثر چھٹیاں گذارنے کیلئے اہل و عیال سمیت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کی خدمت میں تشریف لیجاتے تھے، اس دوران ہمارے وہ بڑے بہن بھائی جو اس وقت شعور کی حالت میں تھے، انہیں بھی حضرت رح کی خدمت و تربیت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملتا تھا۔ چنانچہ ہماری یہ ہمشیرہ بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے مستفید ہوئیں، اور شاید حضرت رح سے باقاعدہ بیعت بھی ہوئیں۔

الحمد للہ! اس تربیت کا اثر یہ تھا کہ مزاج و مذاق اور فکر و عمل پر دینی رنگ چڑھا ہوا تھا، عبادات اور اذکار و اوراد کی پابند تھیں، طہارت کا خصوصی اہتمام رکھتی تھیں، اپنے تمام مرحوم اعزہ و اقرباء کیلئے الگ الگ ایصالِ ثواب اور بقیہ حیات لوگوں کیلئے الگ الگ نام بنام دُعا کا معمول تھا۔ خوش اخلاقی اور دوسروں کے کام آنے کا ذوق تھا، مزاج میں مسکنت اور تواضع تھی، زندگی میں اُن پر بہت سے تنگی کے ادوار گذرے، لیکن صبر و شکر اور قناعت و استقلال کی پیکر بنی رہیں۔ زندگی کے آخری دور میں طرح طرح کے امراض و عوارض میں مبتلا ہو گئی تھیں، لیکن امراض اور ضعف کے اس عالم میں بھی ادائے حقوق کا اہتمام رہا۔ مرض الموت کے دوران کئی دن تک مسلسل غشی طاری رہی، لیکن اس غشی کے عالم میں جب کبھی چند لمحوں کیلئے بھی ہوش آتا تو سب سے پہلا لفظ جو زبان پر آتا، وہ "نماز" ہوتا۔ یہ کلمہ کہکر اُٹھنے کی کوشش کرتیں، گویا نماز پڑھنا چاہتی ہیں، لیکن مرض کی شدت سے اُٹھنا ممکن نہ تھا، پھر غشی طاری ہو جاتی۔

غشی کا یہ سلسلہ جس میں سانس کی آمد و رفت بھی نہایت مشقت سے ہو رہی تھی، کئی روز مسلسل جاری رہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سفرِ آخرت کیلئے جمعہ کے مبارک دن کی منتظر تھیں، جمعہ ۲۰؍ شعبان کو صبح آٹھ بجے کے قریب وہ اس دنیائے فانی کو خیرباد کہکر اپنے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جمعہ کی نماز کے متصل بعد دارالعلوم ہی میں نمازِ جنازہ ہوئی جس میں ہزارہا افراد نے شرکت کی، اور دارالعلوم ہی کے قبرستان میں حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کے مزارِ مبارک کے قریب تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس بندی پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں، اور اپنے جوارِ رحمت میں مقاماتِ عالیہ سے نوازیں۔ آمین

ان کے شوہر مشرف حسین صاحب کمزور اور بیمار تو عرصے سے تھے، لیکن اس حادثے نے ان کی کمر توڑ دی، اس کے بعد سے ان کی بیماری اور کمزوری میں اضافہ ہوتا چلا گیا، رمضان المبارک کے دوران ہی انہیں ہسپتال میں داخل کرنا پڑا، اور وہ بھی تقریباً پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے۔ اور اپنی اہلیہ کی وفات کے ٹھیک ۴۵ دن بعد ۵؍ شوال کو وہ بھی دنیا کی سرحد پار کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ شوہر بھی اسی بیماری میں انہی مراحل سے گذر کر دنیا سے رخصت ہوئے جس بیماری میں اور جن مراحل سے گذر کر بیوی دنیا سے گئی تھیں۔ زندگی کے دو رفیقوں کے درمیان آخرت کے سفر میں بھی اتنی موافقت بھی بہت کم دیکھنے میں آئی ہے۔

مشرف حسین صاحب مرحوم بڑے کم گو، کم آمیز اور سادہ مزاج کے مالک تھے، عمر بھر جس محکمے میں ملازمت کی، اس کا ایسا حق ادا کیا کہ شاذ ہی ملازمت کا ایسا حق کوئی ادا کرتا ہوگا۔ ایک مرنجان و مرنج انسان جس نے کبھی اپنا بوجھ کسی پر ڈالنا گوارا نہیں کیا، ہاتھ اور بات کے سچے، دل کے صاف اور خوددار مگر متواضع شخص تھے، اہلیہ کی علالت کے زمانے میں ایثار و وفا کا مثالی مظاہرہ پیش کیا، اور آخرت کے سفر میں بھی ان کا ساتھ دیا۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ دونوں کیلئے دعائے مغفرت اور حسب المقدور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ ان کے بچے جو بحمد اللہ سب سمجھدار اور بالغ ہیں، ۴۵ دن کے اندر اندر ماں اور باپ دونوں کے سائے سے محروم ہونے کی بنا پر جس شدید صدمے کا شکار ہونگے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر و سکینت سے نوازیں اور زندگی کے ہر مرحلے میں انکی دستگیری فرمائیں۔ آمین ثم آمین

محمد تقی عثمانی
۱۲؍ شوال ۱۴۳۰ھ

سرورِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کے اخراجات برداشت کئے اور اُن کو ادب سکھایا اور رحم و شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ وہ اُس کے خرچ سے بے نیاز ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت واجب فرما دیں گے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں جن کی پرورش کی ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا "اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے"۔ راوی کہتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ایک کے لئے بھی یہی فضیلت بتاتے۔ (مشکوٰۃ)

حضورؐ نے فرمایا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو، جو طلاق کی وجہ یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) واپس آ گئی کہ تمہارے علاوہ کوئی اس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

قبولیتِ دُعا کی شرائط

معارف القرآن ٭ سورۂ مؤمن ٭ آیت ۶۰ تا ۶۸

خلاصۂ تفسیر

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع کے) لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو (دیکھنے کے لئے) روشن بنایا (تاکہ بے تکلف معاش حاصل کرو) بے شک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے (کہ ان کی مصلحتوں کی کیسی کیسی رعایت فرمائی) لیکن اکثر آدمی (ان نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے (بلکہ اُلٹا شرک کرتے ہیں) یہ اللہ ہے تمہارا رب (جس کا ذکر ہوا نہ وہ جن کو تم نے تراش رکھا ہے) وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ کہاں (شرک کرکے) اُلٹے چلے جارہے ہو (اور مخاطبین کی کیا تخصیص ہے جس طرح تعصب و عناد سے یہ اُلٹے چلے جارہے ہیں) اُسی طرح وہ (پہلے) لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی (تکوینی و تنزیلی) نشانیوں کا انکار کرتے تھے اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرارگاہ بنایا اور آسمان کو (اوپر سے مثل) چھت (کے) بنایا، اور تمہارا نقشہ بنایا، سو عمدہ نقشہ بنایا (چنانچہ انسان کے اعضاء کی برابر کسی حیوان کے اعضاء میں تناسب نہیں اور یہ مشاہد و مسلم ہے) اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں (پس) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالی شان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے وہی (ازلی ابدی) زندہ (رہنے والا) ہے اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب) خالص اعتقاد کرکے اس کو پکارا کرو (اور شرک نہ کیا کرو) تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا آپ (ان مشرکوں کو سنانے کے لئے) کہہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں اُن (شرکاء) کی عبادت کروں جن کو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں (مراد دلائل عقلیہ و نقلیہ ہیں مطلب یہ ہے کہ شرک سے مجھے ممانعت ہوئی ہے) اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف) رب العالمین کے سامنے (عبادت میں) گردن جھکالوں

(مطلب یہ ہے کہ مجھ کو توحید کا حکم ہوا ہے) وہی ہے جس نے تم کو (یعنی تمہارے باپ کو) مٹی سے پیدا کیا پھر (آگے اُن کی نسل کو) نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے (جیسا کہ سورۂ حج میں بیان ہوا ہے) پھر تم کو بچہ کر کے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر (تم کو اور زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور کوئی کوئی تم میں سے (ان عمروں سے یعنی جوانی اور بڑھاپے سے) پہلے ہی مر جاتا ہے (یہ تو سب کا الگ الگ حال ہوا کہ کوئی جوان ہوا کوئی نہ ہوا کوئی بوڑھا ہوا کوئی نہ ہوا) اور (یہ امر آئندہ سب میں مشترک ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے) تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر (مقدر) تک پہنچ جاؤ (پس یہ امر کلی ہے اور جزئیات مختلفہ سب اسی کلی کے جزئی ہیں) اور (یہ سب کچھ اس لئے کیا) تاکہ تم لوگ (ان امور میں غور کر کے خدا تعالیٰ کی توحید کو) سمجھو وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی کام کا (دفعۃً) پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اس کی نسبت (اتنا) فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔

معارف و مسائل

آیات مذکورہ میں حق تعالیٰ کے انعامات اور قدرت کاملہ کے چند مظاہر پیش کر کے توحید کی دعوت دی گئی ہے۔

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا۔ غور کیجئے کہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ قدرت نے تمام طبقات انسان بلکہ جانوروں تک کے لئے فطری طور پر نیند کا ایک وقت معین کر دیا اور اس وقت کو اندھیرا کر کے نیند کے لئے مناسب بنا دیا۔ اور سب کی طبیعت و فطرت میں رکھدیا کہ اسی وقت یعنی رات کو نیند آتی ہے ورنہ جس طرح انسان اپنے کاروبار کے لئے اپنی اپنی طبیعت و سہولت کے لحاظ سے اوقات مقرر کرتا ہے۔ اگر نیند بھی اسی طرح اس کے اختیار میں ہوتی۔ اور ہر انسان اپنی نیند کا پروگرام مختلف اوقات میں بنایا کرتا تو نہ سونے والوں کو نیند کی لذت و راحت ملتی نہ جاگنے والوں کے کام کا نظم درست ہوتا، کیونکہ انسانوں کی حاجتیں باہم ایک دوسرے سے متعلق ہوتی ہیں، اگر اوقات نیند کے مختلف ہوتے تو جاگنے والوں کے وہ کام مختل ہو جاتے جو سونے والوں سے متعلق ہیں اور سونے والوں کے وہ کام خراب ہو جاتے جن کا تعلق جاگنے والوں سے ہے اور صرف انسانوں کی نیند کا وقت متعین ہوتا۔ بہائم اور حیوانات کی نیند کے اوقات دوسرے ہوتے تو بھی انسانی کاموں کا نظام مختل ہو جاتا۔

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ۔ انسان کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے سب جانوروں سے ممتاز، اعلیٰ اور بہتر ہیئت میں بنایا ہے۔ اس کو سوچنے سمجھنے کی عقل عطا فرمائی۔ اس کے ہاتھ پاؤں ایسے بنائے کہ ان سے طرح طرح کی اشیاء و مصنوعات بنا کر اپنی راحت کے سامان پیدا کر لیتا ہے۔ اس کا کھانا پینا بھی عام جانوروں سے ممتاز ہے وہ اپنے منہ سے چرتے اور پیتے ہیں یہ ہاتھوں سے کام لیتا ہے۔ عام جانوروں کی غذا مفردات سے ہے، کوئی گوشت کھاتا ہے کوئی گھاس اور پتے اور وہ بھی بالکل مفرد بخلاف انسان کے کہ یہ اپنے کھانے کو مختلف قسم کی چیزوں پھلوں۔ ترکاریوں گوشت اور مصالحہ سے لذیذ و مرغوب بنا کر کھاتا ہے۔ ایک ایک پھل سے طرح طرح کے کھانے اور آچار، مربے، چٹنی تیار کرتا ہے۔

فتبارك الله احسن الخالقين

مولانا صابر دانش صاحب
درسگاہ دینیات حیدرآباد سندھ

اسلام کا دستورِ حیات

رحمت عالم، محسنِ انسانیت، خاتم الانبیاء، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری حج (حجۃ الوداع) کے موقع پر، میدان عرفات میں ایک لاکھ تیس ہزار[1] جاں نثاروں اور اپنے سچے جانشینوں (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے سامنے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا وہ "خطبۂ حجۃ الوداع" کے نام سے موسوم ہے جسے اس کی اہمیت اور اہتمام شان کے باعث "حجۃ الاسلام"، "حجۃ البلاغ"، "حجۃ التمام" اور "حجۃ الکمال" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[2]

اس خطبۂ عظیم کو مقاصد اسلام و شریعت اور آپ کی تنبیہات و تاکیدات کے سلسلہ میں ایک نہایت ممتاز مقام حاصل ہے، جو امتِ مسلمہ اور عالم انسانیت کیلئے ابد تک ایک مینارۂ نور، امن و سلامتی اور عدل و مساوات کے ابدی اصولوں پر مبنی ایک عظیم دستورِ حیات ہے۔

جس میں آپؐ نے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو مستحکم فرمایا اور رسوم شرک و جاہلیت کے خاتمہ کا اعلان فرمایا اور ان تمام محرمات کی حرمت کی توثیق فرمائی جو تمام ادیان میں حرام ہیں، یعنی دوسروں کا خون، مال اور عزت کا احترام اور عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور باہمی حقوق کی وصیت فرمائی اور وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ کی تاکید فرمائی۔

---

[1] بذل القوۃ ص ۲۷۸، [2] ایضاً ص ۲۷۸۔

جسے پڑھ کر اور سُن کر یہ یقین تازہ ہوتا ہے کہ واقعی آپ رحمۃٌ للعالمین اور کَآفَّةً لِلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ہیں۔

یہ ذی الحجہ ۱۰ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ حضرت رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری حج کے موقع پر، حجاج کرام کے ہمراہ، میدانِ عرفات کے قریب مقام "نمرہ" پر پہنچے، اور خیمہ زن ہوئے پھر جب دھوپ ڈھل گئی تو آپ نے اپنی اونٹنی "قصواء" طلب فرمائی، اور کجاوہ نشیں ہو کر میدانِ عرفات کے متصل مقام "عُرنہ"[۱] میں تشریف لائے، اور ناقہ "قصواء" پر ہی حاضرین سے خطاب فرمایا۔[۲]

اور کنز العمال[۳] میں بروایت اُم حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا منقول ہے کہ "میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھی، میں نے دیکھا کہ حضرت اسامہ رضؓ اور حضرت بلال رضؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے ہیں، نیز حضرت بلال رضؓ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوپ سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنا کپڑا تانے ہوئے ہیں، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "جمرۃ العقبہ" میں رمی فرمائی پھر آپ لوٹے اور لوگوں کے انتظار میں ٹھہرے، اس حال میں کہ آپ اپنی چادر مبارک اپنی بغل کی جانب سے بائیں کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کے کجاوہ کے دائیں جانب ایک بہت بڑا مجمع ہے، حضرت ام حصین رضؓ فرماتی ہیں کہ پھر آپ نے ایک طویل خطاب فرمایا، آخر میں فرمایا، اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ (اے اللہ تو گواہ رہ) هَلْ بَلَّغْتُ (کیا میں نے حق رسالت ادا کر دیا؟)

اور زاد المعاد[۴] میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ، ایام تشریق کے وسط میں نازل ہوئی، اور آپ نے جان لیا کہ اب دُنیا سے رخصت ہونے کا وقت آگیا، پس آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کو طلب فرمایا، چنانچہ اس کو سواری کیلئے تیار کیا گیا، (آپ اس پر سوار ہو کر مقام عُرفہ میں تشریف لائے) جب لوگوں کا اجتماع ہو گیا تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

اور کنز العمال[۵] میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے دوران ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تھے اس حال میں کہ آپ اپنی اونٹنی جدعاء (مقطوع الاذن) پر سوار تھے، پس آپ نے دونوں پاؤں رکاب میں داخل فرمائے، تاکہ آپ اُونچے ہو جائیں اور لوگ بات سُن سکیں، پھر آپ نے ارشاد فرمایا: الا تسمعون؟ کیا آپ

---

[۱] زاد المعاد۔ ج ۱ ص ۳۰۔ [۲] مسلم شریف ج ۱ ص ۳۹۴۔ [۳] ص ۱۶۶ ج ۔ [۴] ج ۳ ص ۹۴۔ [۵] ج ۵ ص

تمام لوگ سُن رہے ہو، اور اپنی آواز کو بلند فرمایا۔

یہ خطبۂ حجۃ الوداع مکمل کسی ایک کتاب میں جمع نہیں تھا، احقر نے سہولت کے پیشِ نظر مختلف کتب سے تحقیق کرکے یکجا جمع کردیا ہے تاکہ اس سے استفادہ آسانی سے کیا جاسکے، نیز آخر میں خطبے کے تمام حصے کے مأخذ بھی تحریر کردیئے ہیں۔

آغازِ خطبہ:

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نتوب إليه، و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من يهد الله فلا مضل له، و من يضلل فلا هادي له، و أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، و أشهد أن محمدا عبده و رسوله،

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، ہم اس کی حمد و ثنا کرتے ہیں، اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اسی کی جناب میں ہم توبہ کرتے ہیں، اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور اعمال کی برائیوں سے اللہ جل شانہٗ کی پناہ چاہتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت پر نہیں لاسکتا، اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

أوصيكم عباد الله بتقوى الله، و أحثكم على طاعته و استفتح بالذي هو خير۔

اللہ کے بندو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور تمہیں آمادہ کرتا ہوں اس کی اطاعت پر اور میں بہتر بات (حمد و ثنا) سے اپنے کلام کا افتتاح کرتا ہوں۔

وصال کی خبر:

أما بعد: أيها الناس! اسمعوا قولي تعيشوا أبين لكم فإني لا أدري لعلي لا ألقاكم بعد عامي هذا في موقفي هذا أبدا۔

(حمد و ستائش کے بعد) لوگو! میری بات سنو تمہیں زندگی ملیگی، میں (آج) تم لوگوں سے صاف صاف باتیں کروں گا، اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ میں اور آپ لوگ میرے اس سال

کے بعد میرے اس مقام پر آئندہ کبھی باہم جمع نہ ہوسکیں گے (یعنی میرا وصال ہوجائیگا)۔

دجّال: ایک حقیقت:

ثم ذکر المسیح الدجال فأطنب فی ذکرہ ، ثم قال ما بعث اللہ من نبی إلا قد أنذرہ أمته لقد انذرہ نوح امته و النبیون من بعدہ و انه یخرج فیکم فما خفی علیکم من شأنه ، فلا یخفی علیکم انه اعور عین الیمنی ، کأنها عنبة طافیة ، ألا ما خفی علیکم من شأنه ، فلا یخفین أن ربکم لیس بأعور ، فلا یخفین أن ربکم لیس بأعور ،

پھر آپؐ نے مسیح دجال کا طویل ذکر فرمایا، اس کے بعد ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا، چنانچہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا، اسی طرح ان کے بعد آنے والے تمام انبیا علیہم السلام نے اپنی اپنی امت کو اس سے خوف دلایا، بلاشبہ وہ تمہارے درمیان نکلے گا، پس تم پر اس کی کوئی حالت مخفی نہ رہے، پس پوشیدہ نہ رہے تم پر یہ بات کہ وہ دائیں آنکھ سے کانا ہوگا، گویا کہ وہ آنکھ گردش کرنے والا انگور کا دانہ ہے خبردار! تم پر اس کی کوئی حالت مخفی نہ رہے، (اس کے بعد دو مرتبہ تاکیداً فرمایا) کہ یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے،

جان و مال کا احترام:

ایها الناس إِیّ یوم هذا؟ قالوا یوم حرام ، فقال فأی بلد هذا؟ قالوا بلد حرام ، قال فأی شهر هذا؟ قالوا شهر حرام ، قال: فان دماءکم، و اموالکم و اعراضکم و أبشارکم و اولادکم حرام علیکم الی ان تلقوا ربکم کحرمة یومکم هذا ، فی شهرکم هذا ، فی بلدکم هذا و انکم ستلقون ربکم فیسالکم عن اعمالکم ، ألا هل بلغت؟ قال قلنا : نعم ، قال: اللّٰهم اشهد ،

لوگو! آج کونسا دن ہے؟ تمام حاضرین نے جواب دیا، یوم محترم، پھر آپؐ نے

دریافت فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ سب نے کہا بلد محترم، اس کے بعد آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ سب نے کہا کہ یہ ماہ محترم ہے، آپؐ نے فرمایا: بلاشبہ تمھارے خون اور تمھارے مال، تمھاری عزتیں، تمھارے ابدان اور تمھاری اولاد باہم ایکدوسرے کے لئے محترم ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو اسی طرح جیسے تمھارا آج کا دن تمھارے اس مہینہ میں، تمھارے اس شہر میں واجب الاحترام ہے بلاشبہ تم عنقریب اپنے رب سے جاملوگے پھر وہ تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں بازپرس کریگا، سنو! میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا (راوی کہتے ہیں کہ ہم نے جواباً عرض کیا، ہاں پہنچا دیا، آپؐ نے فرمایا: اے اللہ گواہ رہ۔

امانت داری وحق رسی:

فمن کانت عندہ امانۃ فلیؤدھا الی من ائتمنہ علیھا، الدین مقضی، والعاریۃ موداۃ، والمنحۃ مردودۃ، والزعیم غارم،

جس شخص کے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اسے چاہیئے کہ اس کی امانت ادا کرے، قرض ادا کیا جائے، عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے، دودھ کیلئے ھدیۃً لی ہوئی اونٹنی دودھ سے استفادہ کے بعد واپس لوٹائی جائے، اور ضامن ضمانت کا ذمہ دار ہے۔

رسوم جاہلیت کی تنسیخ:

ألا! کل شیٔ من امر الجاھلیۃ موضوع تحت قدمی، وان کل ربا موضوع، ولکم رؤس اموالکم، لاتظلمون ولا تظلمون، قضی اللہ انہ لاربا۔ وان اول ربا أبدا بہ ربا عمی العباسؓ بن عبد المطلب، وان دماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم نبدأ بہ دم عامر بن ربیعۃ بن الحارث بن عبد المطلب، وکان مسترضعا فی بنی لیث، فقتلہ ھذیل۔

خبردار! تمام امور جاہلیت میرے ان قدموں کے نیچے پامال ہیں، اور ہر سودی معاملہ کالعدم ہے، اور تمھیں اپنی اصل پونجی لینے کا حق ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ تم پر کوئی ظلم کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ سودی معاملہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور جو سود میرے چچا حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کا وصول طلب ہے سب سے پہلے میں وہ تمام کا تمام ختم کرتا ہوں، اور عہد

جاہلیت کے خون بہا ساقط ہیں، اور جو قصاص جاہلیت اپنے خاندان کا وصول طلب ہے، یعنی ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون بہا، سب سے پہلے میں اُن سے دستبردار ہوتا ہوں (ان کے خون کا انتقام نہیں لیا جائیگا) جو کہ قبیلہ بنو لیث میں زیر پرورش تھے، کہ قبیلہ ھذیل کے آدمیوں نے ان کو قتل کر دیا۔

أَلَا إِنَّ ما ٓثر الجاهلية و ان كل دم وماء و مال يدعى به كانت في الجاهلية فهو موضوعة تحت قدمى هاتين غير السدانة والسقاية، والعمد قود وشبه العمد ما قتل بالعصى والحجر وفيه مأة بعير، فمن زاد فهو من اهل الجاهلية، ألا هل بلغت؟ اللهم فاشهد۔

اور تمام آثارِ جاہلیتؑ خوں بہا، پانی اور کسی کی طرف مال کا جھوٹا دعویٰ سب میرے ان دونوں قدموں کے نیچے پامال ہیں، البتہ بیت اللہ شریف کی تولیت اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت کا منصب برقرار رہے گا، اور قتل عمد پر قصاص ہے، اور شبہ عمد جو لاٹھی یا پتھر سے قتل کیا جائے، اس میں سَو اونٹ کی دیت ہے پس جس نے تعدی کی وہ اہلِ جاہلیت میں سے ہے، سُنو! کیا میں نے پیغامِ الٰہی پہنچا دیا؟ اے اللہ گواہ رہ۔

قوم کو نصیحت:

يا معشر قريش! لا تجيئوا بالدنيا تحملونها على رقابكم ويجئ الناس بالآخرة فاني لا اغنى عنكم من الله شيئا،

اے جماعت قریش! یہ نہو کہ (قیامت میں) تم دنیا کا بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھا کر لاؤ اور لوگ (سامانِ) آخرت لیکر آئیں میں اللہ تعالےٰ کے مقابلے میں تمھارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔

يا معشر القريش! اِنَّ الله قد اذهب عنكم نخوة الجاهلية وتعظمها بالآباء،

اے قریشیو! اللہ تعالیٰ نے تم کو جاہلیت کی نخوت اور غرورِ نسب سے پاک کر دیا ہے۔

انسانی مساوات و معیارِ فضیلت:

أيها الناس! ربكم واحد، ان اباكم واحد. كلكم لآدم و

آدم من تراب، (ثم تلا) یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی، وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا، إن اکرمکم عند اللہ اتقاکم، إن اللہ علیم خبیر، ولیس لعربی فضل علی عجمی، ولا لعجمی فضل علی عربی، ولا اسود علی احمر ولا احمر علی اسود الا بالتقوی، الا ھل بلغت؟ اللھم فاشھد، قالوا نعم،

لوگو! تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ ایک ہے سب کے سب آدم علیہ السلام (کی اولاد ہو) اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے (پیدا کیا گیا ہے) (پھر آپؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی) اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدمؑ وحواؑ) سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا ہے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچانو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ خداترس ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا دانا اور بڑا باخبر ہے، نہ کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل ہے اور نہ کوئی عجمی کسی عربی پر فضیلت رکھتا ہے، نہ سیاہ فام سرخ فام پر فوقیت رکھتا ہے نہ سرخ فام سیاہ فام پر، فضیلت و برتری کا معیار صرف تقویٰ پر ہے، کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچادیا؟ اے اللہ تو گواہ رہ، حاضرین نے جواب دیا! ہاں۔

ابلیس کی مایوسی:

ایھا الناس! قد یئس من أن یعبد فی ارضکم ھذہ ابدا، ولکنہ قد رضی ان یطاع فیما سوی ذالك مما تحقرون من اعمالکم؛ فاحذروہ علی دینکم،

لوگو! حقیقت یہ ہے کہ شیطان قطعی مایوس ہوچکا ہے اس بات سے، کہ کبھی اس کی تمھاری اس سرزمین عرب میں پرستش کی جائے لیکن وہ اس بات پر راضی ہے کہ عبادت کے سوا دوسرے ان اعمال میں اس کی اطاعت کی جائے جن کو تم (گناہ کے اعتبار سے) معمولی خیال کرتے ہو، اپنے دین کے معاملہ میں اس سے چوکنا رہو،

اسلامی تقویم:

ایھا الناس انما النسئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما لیواطئوا عدۃ ما حرم اللہ فیحلوا ما حرم اللہ ویحرموا ما احل اللہ ، کانوا یحلون صفر عاما، ویحرمون المحرم عاما فذالک النسئ ،

لوگو! امن کے مہینہ کو ہٹا کر آگے پیچھے کر دینا کفر میں اضافہ کرنا ہے اس سے کافر گمراہی میں پڑے رہتے ہیں کہ ایک سال تو اس (مہینے) کو حلال سمجھ لیتے ہیں، اور دوسرے سال حرام، تاکہ ادب کے مہینوں کی جو خدا نے مقرر کئے ہیں گنتی پوری کرلیں، پس اس طرح جسے خدا نے حرام کیا ہے اس کو حلال کرتے ہیں اور جسے اللہ نے حلال کیا ہے اُسے حرام کرلیتے ہیں (چنانچہ) وہ ایک سال ماہِ صفر کو حلال کرلیتے ہیں (اور دوسرے سال حرام) اور ماہِ محرم کو ایک سال حرام سمجھتے ہیں (اور دوسرے سال حلال)۔

وان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض وان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض ، منھا اربعۃ حرم، ثلاثۃ متوالیات، وواحد فرد : ذوالقعدۃ وذوالحجۃ ، والمحرم ، ورجب الذی بین جمادی وشعبان، ذالک الدین القیم، فلا تظلموا انفسکم ، الا ھل بلغت؟ اللھم فاشھد ،

زمانہ چکر کاٹ کر اسی ہیئت پر آگیا ہے جس ہیئت پر کہ اُسے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق کے دن بنایا تھا، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے (جن کا ذکر) کتاب اللہ میں ہے، آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے، ان میں سے چار مہینہ محترم ہیں تین یکے بعد دیگرے ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں، اور ایک الگ رجب ہے جو جمادی اور شعبان کے درمیان میں ہے، یہی دینِ قیم ہے، پس آپس میں ایکدوسرے پر ظلم مت کرو، سنو کیا میں نے پیغام پہنچایا؟ اے اللہ گواہ رہ،

حقوقِ زوجین:

ایھا الناس ! ان لنسائکم علیکم حقاً ولکم علیھن ان لا یوطئن فرشکم غیرکم تکرھونہ ولا یدخلن احداً تکرھونہ بیوتکم

الا باذنکم ولا یاتین بفاحشۃ بینہ ولا یعصین فی معروف ،
فان خفتم نشوزھن ، فان اللہ قد اذن لکم ان تعظوھن ، وتعضلوھن
تھجروھن فی المضاجع وتضربوھن ضربا غیر مبرح ، فان
انتھین ، واطعنکم فعلیکم رزقھن ، وکسوتھن بالمعروف ،

اے لوگو! تمھاری بیویوں کا تمھارے ذمہ حق ہے اور تمھارا ان پر حق ہے ، تمھارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ تمھارا فرش تمھارے غیر سے نہ رندوائیں (بالخصوص جن کو تم برا سمجھتے ہو یہ قید اضافی ہے) اور کسی ایسے شخص کو تمھارے گھر میں داخل نہونے دیں ، جس کو تم ناگوار سمجھتے ہو ، الایہ کہ تمھاری اجازت ہو ، اور وہ کوئی کھلی بے حیائی کی بات نہ کریں ، اور کسی امر خیر میں نافرمانی نہ کریں ، پس اگر تمھیں ان کی طرف سے سرکشی کا خوف ہو تو اللہ رب العزت کی طرف سے تمھیں اجازت ہے کہ ان کو نصیحت کرو ، اور مجبور کرو ، اور ان کی خوابگاہوں سے علیحدگی اختیار کرلو ، اور انہیں مارو ایسی مار جو شدید نہو ، کہ جس سے نشان پڑجائے ، پھر اگر وہ (کسی مرحلہ میں) باز آجائیں ، اور تمھاری اطاعت کرنے لگیں ، تو وہ شرعی قاعدہ کے مطابق نان ونفقہ کی حقدار ہیں ۔

عورتوں کا مقام اور تقدس :

وانما النساء عندکم عوان لا یملکن لانفسھن شیئا ، وانکم
انما اخذتموھن بامانۃ اللہ ، واستحللتم فروجھن بکلمات
اللہ ، فاتقوا اللہ فی النساء ، واستوصوا بھن خیرا ،

بلاشبہ عورتیں تمھارے پاس مقید ہیں کہ وہ اپنی ذات کیلئے کسی چیز پر قادر نہیں ، (یعنی محکوم ہیں) اور بلاشبہ تم نے ان کو بامان اللہ حاصل کیا ہے (یعنی حق تعالیٰ کا ان سے عہد امان ہے) اور ان کو اپنے اوپر خدا کے کلمات (احکام) کے ساتھ حلال کیا ہے ، لہٰذا خواتین کے باب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو ، اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو (یعنی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو) ۔

اخوت اسلامی :

ارقاءکم ارقاءکم ، اطعموھم مما تاکلون ، واکسوھم مما
تلبسون ، وان جاءوا بذنب لاتریدون ان تغفروہ ، فبیعوا

عباد الله ، ولا تعذبوهم ، ألا هل بلغت ؟ اللّٰهم فاشهد ،

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دو مرتبہ تاکیداً ارشاد فرمایا) اپنے غلاموں سے اچھا سلوک کرو، ان کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اگر وہ ایسا گناہ کر بیٹھیں، جسے تم معاف کرنا نہیں چاہتے تو اللہ کے بندو! انھیں فروخت کر دو، اور ان کو عذاب نہ دو، سنو کیا میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا؟ اے اللہ گواہ رہ۔

اطاعت امیر:

یا أیھا الناس! اسمعوا، واطیعوا وان أمر علیکم عبد حبشی مجدّع ، اقام فیکم کتاب اللّٰہ ،

لوگو! اپنے امیر کی بات سنو، اور اس کی اطاعت کرو، اگرچہ تم پر کسی حبشی غلام کو جو مقطوع الانف ہو امیر بنا دیا جائے، جبکہ وہ تمھارے معاملات میں کتاب اللہ کو نافذ کرے۔

کتاب و سنت کی بنیادی حیثیت:

فاعقلوا ایھا الناس! واسمعوا قولی فانی قد بلغت، وقد ترکت فیکم امرا بیّنا ما ان اعتصمتم بہ ، فلن تضلوا أبدا ، کتاب اللّٰہ وسنّت نبیہ فاعملوا بہ ،

سمجھ سے کام لو لوگو! اور میری بات سنو میں نے تم لوگوں تک حق تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا، اور میں تمھارے درمیان روشن چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یعنی کتاب اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پس تم اس پر عمل پیرا رہو۔

انسداد ظلم و خیانت:

ایھا الناس! اسمعوا قولی فانی قد بلغت واعقلوہ تعلمنّ أن کل مسلم اخوا لمسلم وان المسلمین اخوۃ ، فلا یحل لأمری مال اخیہ الا اعطاہ عن طیب نفس منہ ، فلا تظلمنّ أنفسکم، الا لا یحل لأ مراۃ ان تعطی من مال زوجھا شیئا الا باذنہ ، الاھل بلغت ؟ اللّٰہمّ فاشھد ،

لوگو! میری بات سُنو بلا شبہ میں نے پیغام رسانی کا فرض ادا کر دیا، اسے سمجھو تاکہ تم جان لو، کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں، کسی شخص کیلئے اپنے بھائی کا مال حلال نہیں ہے الا یہ کہ وہ خوش دلی سے اس کو کچھ دیدے، خبردار! کسی عورت کیلئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دیدے، سُنو! کیا میں نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ گواہ رہ۔

خانہ جنگی کی مذمت:

اَلَا فلا ترجعُنّ بعدی کفارًا، یضرب بعضکم رقاب بعض،
الا ھل بلغت؟ اللّٰھمّ فاشھد،

خبردار! میرے بعد کفر کی طرف نہ پلٹ جانا، اس طرح کہ تم میں سے بعض مسلمان بعض دوسرے مسلمانوں کی گردن کاٹنے لگیں، سُنو کیا میں نے لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا نہیں دیا؟ اے اللہ گواہ رہ۔

حقوق کا تعین:

ایھا الناس ان اللہ قد ادی الی کل ذی حق حقہ وان اللہ قد قسم لکل وارث نصیبہ من المیراث، ولا یجوز لوارث وصیۃ ولا یجوز فی اکثر من الثلث،

اے بنی آدم! اللہ جل شانہٗ نے ہر حقدار کا حق رکھا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کیلئے میراث کا حصہ مقرر فرما دیا ہے اب کسی وارث کیلئے کوئی وصیت نہیں (یعنی اب کوئی شخص اپنے وارث کیلئے میراث کے معاملہ میں کوئی وصیت نہ کرے، ورثاء کو ان کے مقررہ حصہ شرعی کے مطابق حصہ ملیگا) اور (کسی شخص کیلئے کسی غیر وارث کے حق میں) اپنے تہائی مال کی مقدار سے زائد کی وصیت جائز نہیں۔

قانونِ حفاظتِ ناموس:

اَلَا وانّ الولد للفراش وللعاھر الحجر وحسابھم علی اللہ،

خبردار! بچہ اس شخص کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، اور زانی کے لئے پتھر ہیں، اور

ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

فریب دہی اور ناسپاسی کی مذمت:

الا ومن ادعی الی غیر ابیہ او تولی غیر موالیہ رغبۃ عنھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملآئکۃ والناس اجمعین، لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔

سنو! جس نے نفرت کے باعث اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی جانب خود کو منسوب کیا (یعنی قومی نسبت تبدیل کی)، یا کسی غلام نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو اپنا آقا بتایا، اس پر خدائے تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فدیہ قبول نہیں فرمائیں گے۔

قانونی تحفظ:

الا لا یجنی جان الا علی نفسہ الا لا یجنی جان علی ولدہ ولا مولود علی والدہ،

غور سے سنو! کوئی مجرم جرم نہیں کرتا مگر اس کی اپنی ذات پر ہے، خبردار! کوئی مجرم جرم نہیں کرتا ہے کہ جس کی ذمہ داری اس کے بیٹے پر ہو اور نہ کوئی بیٹا جرم کرتا ہے جس کی ذمہ داری اس کے والد پر ہو۔

اعلان ختم نبوت:

ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم (وفی مجمع الزوائد)

الا کل نبی قد مضت دعوتہ الا دعوتی فانی قد دخرتھا عند ربی الی یوم القیامۃ، فان الانبیاء مکاثرون فلا تخزونی، فانی جالس لکم علی باب الحوض،

لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت وجود میں آئے گی، سنو! بلاشبہ میری دعوت کے سوا ہر نبی کی دعوت ختم ہو چکی کہ میں نے اس کو اپنے پروردگار کے پاس قیامت تک کیلئے جمع فرما دیا ہے (یعنی اب کسی اور کو عطا نہ ہوگی)، یہ حقیقت ہے کہ انبیاء علیہم السلام (قیامت کے دن) کثرت تعداد پر فخر کریں گے، پس تم مجھ کو (اپنی بداعمالی سے) رسوا مت کرنا، میں حوض کوثر کے

دروازے پر تمہارے انتظار میں رہوں گا۔

اسلام کے بنیادی ستون:

الا فاعبدوا ربکم، وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم، وادوا زکاة اموالکم طیبة بها انفسکم (وفی روایة) وتحجون بیت ربکم، واطیعوا ولاة امرکم تدخلوا جنة ربکم۔

سنو! اپنے رب کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، (اور ایک روایت میں ہے) اور اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرو، اور سربراہوں کی اطاعت کرو، اور اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوجاؤ۔

صدقہ کی تلقین:

قال وامرنا بالصدقة فقال تصدقوا فانی لا ادری لعلکم لا ترونی بعد عامی هذا،

راوی نے فرمایا کہ (اسی خطبہ میں) آپ نے ہم کو صدقہ کا حکم فرمایا، پس آپ نے ارشاد فرمایا صدقہ کرو اس لئے کہ ——— شاید تم مجھ کو میرے اس سال کے بعد ——— نہ دیکھ سکو، (میرے ہی سامنے صدقہ کردو تاکہ میں تمہارا گواہ بن جاؤں)۔

میقات احرام:

ووقت لاهل الیمن یلملم ان یهلوا منها وذات عرق لاهل العراق او قال لاهل المشرق،

اور آپ نے اہلِ یمن کیلئے یلملم کو میقات مقرر فرمایا، کہ وہ اس مقام سے احرام باندھکر تلبیہ پڑھ کر چلیں، اور اہلِ عراق کیلئے ذاتِ عرق کو میقات قرار دیا، یا اہلِ مشرق کیلئے، (راوی کو اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ آپ نے اہلِ عراق فرمایا یا اہلِ شرق)،

کمالِ ایمان وکمالِ اسلام:

ابنئکم من المسلم؟ المسلم من سلم المسلمون من لسانه

ويده، انبئكم من المؤمن؟ المؤمن من أمنه المسلمون على
انفسهم واموالهم، انبئكم من المهاجر؟ المهاجر من هجر السيئات
مما حرم الله عليه، والمجاهد من جاهد نفسه فى طاعة الله۔

میں تم کو آگاہ کرتا ہوں، مسلمان کون ہے؟ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں، میں تم کو خبر دیتا ہوں مؤمن کون ہے؟ مؤمن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان و مال کے باب میں مامون رہیں، اور میں تم کو بتاتا ہوں، مہاجر کون ہے؟ مہاجر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ برائیوں کو ترک کردے، اور مجاھد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت کی راہ میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔

ایذا رسانی کی مذمت:

والمؤمن حرام على المؤمن كحرمة هذا اليوم لحمه عليه حرام
أن يأكله بالغيبة يغتابه وعرضه عليه حرام أن يخرقه،
ووجهه عليه حرام أن يلطمه،
وأذاه عليه حرام أن يوذيه، وعليه حرام أن يدفعه دفعة تعنّيه،

اور مؤمن کی ذات (جان و مال) مومن پر حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس پر اس کا گوشت حرام ہے کہ وہ جسے غیبت کے ذریعہ کھاتا ہے، اور مومن کی عزت اس پر حرام ہے کہ وہ اس کو خراب کرے، اور مومن کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ وہ اس کو طمانچہ مارے، اور مومن کی ایذا اس پر حرام ہے کہ وہ اس کو ایذا دے، اور حرام ہے اس پر کہ وہ مومن کو تکلیف رسانی کے لئے اس کو دھکا دے۔

نازکس بیجا کا کرباب:

لاتألوا على الله فانه من تألى على الله أكذبه الله۔

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال کر قسمیں نہ کھاؤ (مثلاً یہ کہ قسم ہے اللہ کی وہ ضرور فلاں کام کریگا) اس لئے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ قسم کھائی اللہ تعالیٰ اس کا جھوٹ ظاہر کردیگا،

حصولِ شہادت:

وانی مسئول وانکم مسئولون، وأنتم تسألون عنی فما انتم قائلون؟

قالوا: نشهد انك قد بلغت، وادّیت، ونصحت، فجزاك الله خیراً

قال ألستم تشهدون آن لا اله الا الله وان محمداعبده ورسوله،

وان جنة حق، ونارہ حق، وان الموت حق، وان الساعة آتیة

لاریب فیها، وان الله یبعث من فی القبور قالوا نشهد بذاك،

فقال باصبعه السبابة یرفعها الی السمآء، وینکتها الی الناس

اللهم اشهد، ثلث مرات،

اور حق تعالیٰ کے حضور مجھ سے بھی باز پرس ہوگی اور تم سے بھی، اور تم سے میرے (پیغام رسانی کے) بارے میں سوال کیا جائیگا، بتاؤ کیا جواب دو گے؟ سامعین نے عرض کیا، ہم گواہی دیں گے، کہ آپؐ نے (اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام) پہنچا دیئے، اور تبلیغ کا (رسالت کا) حق ادا کر دیا، اور نصیحت وخیر خواہی کی تکمیل فرمادی، پس آپؐ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے، (پھر) سوال فرمایا: کیا تم اس بات کے گواہ نہیں ہو؟ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور یہ کہ جنت برحق ہے، اور جہنم برحق ہے اور موت برحق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اہل قبور کو زندہ کریگا، حاضرین نے جواب دیا کہ ہاں ہم ان باتوں کے گواہ ہیں، اس کے بعد آپؐ نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اور لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا، اے اللہ تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ۔

بشارت وانذار:

ثم قال ایها الناس انی فرطکم وانتم واردون علی الحوض، حوض

عرضه ما بین بصری وصنعاء فیه عدد النجوم قدحان

من فضة، وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا

کیف تخلفونی. فیهما الثقل الاکبر کتاب الله سبب طرفه

بید الله، وطرف بایدیکم فتمسکوا به لا تضلوا ولا تبدلوا،

وعترتی اهل بیتی وانه قد نبأنی اللطیف الخبیر انهما لن

یفترقا حتی یردا علی الحوض،

بعدازاں ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں اور تم بھی اس حوض پر پہنچو گے، وہ ایسا حوض ہے کہ اس کی وسعت بصرہ سے مقام صنعا، کے مابین مسافت کے برابر ہے، اس پر ستاروں کی مقدار کے برابر چاندی کے گلاس ہیں، اور جس وقت تم حوضِ کوثر پر آؤ گے تو میں ثقلین (کتاب وسنت) کے متعلق تم سے سوال کروں گا، پس سوچ لو کہ تم ان دونوں کے باب میں کیسی جانشینی کروگے، ثقل اکبر: کتاب اللہ ہے اس کے ایک کنارہ کا سرشتہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ایک کنارہ تمہارے ہاتھ میں ہے پس اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو، راہِ راست سے نہ ہٹو، اور نہ اس کو تبدیل کرو، اور میرے عترت میرے اہلِ بیت ہیں اور خدائے لطیف وخبیر نے مجھے آگاہ فرمادیا ہے کہ وہ دونوں (کتاب وعترت) کبھی جُدا نہوں گے، یہاں تک کہ وہ حوض کوثر پر وارد ہوں۔

ان الصدقة لا تحل لی ولا لأهل بيتي اخذ وبرة من كاهل ناقته فقال لا و الله ولا ما يساوی هذا او ما يزن هذا ،

بلاشبہ صدقہ (زکوٰۃ) نہ میرے لئے حلال اور نہ میرے اہلِ بیت کیلئے (اور بطور مثال وتاکید) آپ نے اپنی اونٹنی کی گردن کے متصل پیٹھ سے ایک بال پکڑا اور فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس بال کے برابر اور ہموزن زکوٰۃ بھی ان کیلئے جائز نہیں۔

اُمتِ مسلمہ کا منصب:

وقال فليبلغ الشاهد الغائب فلعل بعض من يبلغه ان يكون اوعى له من بعض من سمعه ، الا هل بلغت ،

اور ارشاد فرمایا، کہ جو اس وقت موجود ہے وہ میرا پیغام ان تک پہنچادے جو موجود نہیں ہے، ممکن ہے وہ شخص جسے بات پہنچائی جائے وہ بات کو سُننے والے سے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو، سُنو! کیا میں نے خدائے تعالیٰ کا پیغام پہنچا نہیں دیا؟

والسلام عليكم ورحمة الله ،

تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

اکمالِ دین:

وعن الشعبي قال نزلت على النبي صلى الله عليه وسلم اليوم اكملت لكم دينكم ، واتممت عليكم نعمتي ، ورضيت لكم الاسلام

دیناً ، قال نزلت وھو واقف بعرفہ حین وقف موقف ابراھیم واضمحل الشرک ، وھدمت منار الجاھلیۃ ، ولم یطف بالبیت عریان ، (طبقات ابن سعد)

حضرت شعبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ پر اس وقت آپ کے اسی قیام عرفہ کے دوران یہ آیت نازل ہوئی :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور تمہارے لئے بطور طریق زندگی اسلام سے راضی ہو گیا) اس وقت عالم یہ تھا کہ شرک مضمحل ہو چکا تھا ، اور کسی شخص نے (زمانہ جاہلیت کی روش پر) کعبۃ اللہ کا برہنہ ہو کر طواف نہیں کیا ،

مآخذ

۱ ۔ بخاری شریف : باب الخطبۃ ایام منیٰ ج ۱ ص ۲۳۴ طبع دھلی (ھند)

۲ ۔ مسلم شریف : باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۳۹۴ ، طبع نور محمد ، کراچی (پاکستان)

۳ ۔ سنن ابی داود : باب صفۃ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱ ص ۲۶۲ طبع ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی

۴ ۔ سنن ابن ماجہ : باب لا وصیۃ لوارث ص ۱۹۴ و باب حجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۲۰ ، وباب لا یجنی احد علی احد ص ۱۹۱ ، طبع نور محمد کراچی (پاکستان)

۵ ۔ فتح الباری : باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، لا ترجعوا بعدی کفارا ۔ الخ ج ۱۱ ص ۲۰ ، لشیخ الاسلام شھاب الدین بن حجر العسقلانی المطبعۃ الخیریۃ بمصر سنۃ ۱۱۱۹ھ

۶ ۔ المسند لاحمد بن حنبل : ج ۹ ص ۶۱۸۴ ، مطبعۃ دار المعارف ، بمصر سنۃ ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء

۷ ۔ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال : ج ۵ ص ۱۵۹ تا ص ۱۶۶ ، للعلامۃ علاء الدین علی بن حسام الدین الشھیر بالمتقی الھندی البرھان فوری المتوفی سنۃ ۹۷۵ھ مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سنۃ ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء

٨ - مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: باب الخطب فی الحج ج ٣ ص ٢٦٥ تا ص ٢٧٣، للحافظ نور الدین علی بن ابی بکر الھیثمی المتوفی سنہ ٨٠٠ھ، طبع بیروت،
٩ - زاد المعاد فی ھدی خیر العباد: للامام شمس الدین بن عبد اللہ الدمشقی الحنبلی المعروف با بن قیمؒ علی ھامش الزرقانی للامام العلامۃ محمد بن الباقی الزرقانیؒ ، ج ٣ ص ٩٤، مطبع الازھریۃ المصریۃ سنہ ١٣٦٦ھ
١٠ - مرقاۃ المفاتیح: لعلی بن سلطان محمد القاریؒ ج ٥ ص ٢٩٨ طبع ملتان (پاک)
١١ - سیرت ابن ھشام: لابن ھشام ج ٤ ص ٢٥٣ -
١٢ - ثمر الوداد مختصر زاد المعاد: لمصطفی محمد عمارۃ، فصل فی ھدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجہ وعمرتہ ص ١١١، طبع مصر سنہ ١٣٧٢ھ / ١٩٥٢ء
١٣ - تاریخ الطبری، تاریخ الرسل والملوک لابی جعفر محمد بن جریر الطبری، ٢٢٤-٣١٠ ھ، ج ٣ ص ١٤٨، مطبوعہ دار المعارف بمصر
١٤ - الطبقات الکبریٰ: لابن سعد، ج ٢ ص ١٨٢، طبع بیروت سنہ ١٣٧٦ھ
١٥ - العقد الفرید: لابی عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ الاندلسی، کتاب الخطب ج ٤ ص ٥٧، مطبع قاھرہ سنہ ١٣٦٣ھ / ١٩٤٤ء
١٦ - تاریخ الکامل: لابن الاثیر الجزری ج ٢ ص ١٤٦، طبع مصر سنہ ١٣٠١ھ
١٧ - بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ: لعلامہ مخدوم محمد ھاشم ٹھٹھویؒ، فصل فی حوادث السنۃ العاشرۃ من الھجرۃ ص ٢٧٨، طبع حیدرآباد (پاک)
١٨ - البیان والتبیین: لابی عثمان عمرو بن محبوب الجاحظ، ج ٢ ص ٢٩، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاھرۃ سنہ ١٣٦٦ھ / ١٩٤٧ء
١٩ - اعجاز القرآن: للقاضی ابی بکر الباقلانی علی ھامش الاتقان فی علوم القرآن لشیخ الاسلام جلال الدین عبد الرحمن السیوطیؒ ج ١ ص ١٧٨، طبع بمصر الطبعۃ الثالثۃ سنہ ١٣٧٠ھ / ١٩٥١ء -
٢٠ - جمھرۃ خطب العرب: لاحمد زکی صفوت، ج ١ ص ٥٧، طبع مصر سنہ ١٣٥٢ھ / ١٩٣٣ء
٢١ - سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ شبلی نعمانی و سید سلیمان ندویؒ، سال اخیر حجۃ الوداع، ج ٢ ص ١٤٨، مطبع اعظم گڑھ (ھند) طبع دوم سنہ ١٣٤١ھ -

باپردہ عورتوں کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر رہتی ہے۔ (الترغیب والترھیب)

اسلام نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر رہیں اگر کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلنا ہو تو خوب زیادہ پردے کا اہتمام کرے، خوشبو لگا کر نہ نکلے اور راستہ کے درمیان نہ چلے، نگاہیں نیچی رکھے، بن ٹھن کر نہ نکلے۔

خاندانی منصوبہ بندی

اور

ذرائع ابلاغ کا کردار

تجزیہ: قاری محمد ادریس خان

منگل ۱۱ فروری کی رات ٹیلیویژن پر وگرام چہرے میں خاندانی منصوبہ بندی کے شعبہ میں کام کرنے پر تمغۂ قائد اعظم حاصل کرنے والی ڈاکٹر زرینہ افضل مہمان کی حیثیت سے تشریف لائیں۔ ٹیلی ویژن پر اشتہارات کی تو بھرمار ہے ہی اس موضوع پر۔ لیکن یہ پہلا موقع تھا جب کسی ایسی شخصیت کو بلایا گیا ہو۔ جو غیر اسلامی فعل کو نہ صرف خدمتِ خلق قرار دے بلکہ اس پر فخر کرے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ ۱۹۴۴ء میں جب انہوں نے ایم بی بی ایس کیا تو ان کے کالج میں میڈیکل کلاس کے ڈیڑھ سو طالب علموں میں تیس لڑکیاں تھیں۔ جن میں واحد مسلمان تھیں۔ انہیں اس بات پر فخر ہے اور ہونا بھی چاہیئے لیکن دوسری طرف وہ خاندانی منصوبہ بندی کو غریبوں کا بنیادی مسئلہ قرار دے کر خدمتِ خلق کے لئے نکل کھڑی ہوتی ہیں۔ اور یہ دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتیں کہ ان کا مذہب جس پر انہیں فخر ہے اس سلسلہ میں کیا کہتا ہے۔ کمپیئر خوش بخت شجاعت کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ وہ بہت عمدہ سوالات کرتی ہیں تو ہمارا ان سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے اسلامی نقطۂ نظر کی بات کیوں نہیں کی۔ لیکن ہماری دانست میں انہوں نے شاید یہ سوال اس لئے نہیں پوچھا کہ گفتگو ہی ختم ہو جاتی جس بات کی اسلام میں گنجائش ہی نہیں اس پر گفتگو کیا معنی۔

ٹیلیویژن پر اس قسم کے اشتہارات سے معصوم بچوں پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

پچھلے دنوں ہمیں ایک خاتون معلمہ نے ایک واقعہ سنایا کہ پانچویں جماعت میں آخری پیریڈ "آزادانہ سوال و جواب"، کا ہوتا ہے، جس میں طلباء تعلیم سے متعلق سوالات کے علاوہ بیرون مدرسہ ہونے والے واقعات، تجربات، مشاہدات اور نہ سمجھ میں آنے والی باتیں اساتذہ سے معلوم کرتے ہیں طلباء نے سوالات پوچھے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ ٹیلی ویژن پر ایک اشتہار آتا ہے منصوبہ برائے بہبود آبادی کا۔ اس میں ایک جگہ آتا ہے "وقفہ بہت ضروری ہے" تو یہ وقفہ کہاں ضروری ہے۔ اور کیوں ضروری ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایسا سوال ہے کہ خاتون معلمہ کے لئے تو اس کا جواب دینا ناممکن ہے ہی مرد معلّم کے لئے بھی یہ ایک مشکل مرحلہ ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے۔ ایسے کتنے ہی واقعات پرائمری و سیکنڈری اسکولوں میں پیش آتے ہی ہونگے۔ اچھے طالب علم کی پہچان بھی یہی ہے کہ جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ اپنے بڑوں سے پوچھے اور بچوں کی فطرت بھی یہ ہے کہ وہ ہر نئی چیز کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آج گلیوں میں چھوٹے بچے کثرت کے ساتھ یہی اشتہار گاتے پھر رہے ہیں۔ دو بچوں کا ساتھ سب سے اچھی بات سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچوں میں ان (خاندانی منصوبہ بندی) کے اشتہارات سے جو بے حیائی اور بے راہ روی فروغ پا رہی ہے۔ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ ان میں ذرائع ابلاغ سب سے پہلے ملزم کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ لیکن ان پر کنٹرول چونکہ حکومت وقت کا ہے۔ اس لئے اس کی تمام تر ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔

بحیثیت مسلمان جب ہم کسی بحث کا آغاز کرتے ہیں تو سب سے پہلے قرآن و احادیث کے مطالعہ کے ذریعہ اسلام کا (زیر بحث معاملہ) میں نقطۂ نظر معلوم کرتے ہیں۔ ابھی (خاندانی منصوبہ بندی) سے متعلق ہم نے اسلامی نقطۂ نظر دیکھا ہے۔ اور اس میں کسی بھی جگہ پر کوئی ایک دلیل بھی ایسی نہیں ملی، جس سے معلوم ہو کہ یہ صحیح ہے۔ جب قرآن و احادیث کی روشنی میں اس کی کوئی حقیقت نہیں تو اتنے عرصہ سے اس غیر اسلامی فعل کی تشہیر کا کیا جواز ہے؟

خاندانی منصوبہ بندی جواب اپنے نئے نام کے ساتھ (منصوبہ برائے بہبود آبادی) منظر عام پر آئی ہے۔ کیا ہے؟ اس کے جو معنی ہماری سمجھ میں آتے ہیں۔ وہ ہیں "اپنے بچہ کا قتل" کیونکہ نام تو منصوبہ برائے بہبود آبادی ہے۔ لیکن آبادی کی بہبود کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ اس کے لئے اپنی ہی اولاد کو قتل کیا جائے۔ اولاد خدا کی دین ہے۔ اور کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خدا کے کاموں میں مداخلت کرے۔

اخبارات کی یہ خبر ہر ہوشمند اور محبِّ وطن پاکستانی کے لئے اذیتِ ذہنی کا باعث بنی

کہ اب "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں "خاندانی منصوبہ بندی" کو فروغ دیا جائے گا۔ نصابی کتب میں اس مضمون کو شامل کیا جائے گا۔ چین اس سلسلہ میں تعاون کرے گا۔ اور مزید یہ کہ جامعہ مصر نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ فعل "عین اسلامی ہے۔

جامعہ مصر کے نزدیک اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ خدا کی طرف سے عطا کئے گئے ٹکڑوں میں ہماری حصہ دار ہے۔ "عین اسلام" ہو سکتا ہے۔ لیکن پوری مسلم دنیا کا سنجیدہ طبقہ یہ بات اچھی طرح سمجھتا ہے کہ یہ فعل قطعی طور پر غیر اسلامی ہے۔ قرآن کریم میں جو ہمارا دستورِ حیات ہے خداوندِ کریم کا ارشاد ہے کہ

ترجمہ:۔ اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو ہم انہیں
بھی رزق دیں گے، اور تمہیں بھی، ان کو قتل کرنا بڑی خطا ہے۔

غور فرمایئے کہ جب خدا حصول رزق کی ذمہ داری خود قبول کر رہا ہے تو پھر ہم اپنی اولاد کو کیوں قتل کریں۔ ہمارا اسلام جامع مصر کا مرہونِ منت نہیں ہے۔ جب ہمارا دستور زندگی (قرآن کریم) ہمیں راہ دکھا رہا ہے۔ تو پھر ہم کیوں بھٹکیں۔

مغربی معاشرے نے اسلامی دنیا میں بگاڑ پیدا کرنے کے جتنے طریقے استعمال کئے ان میں سے بدترین حربہ آبادی کی منصوبہ بندی ہے۔ یہ دراصل مسلمانوں کی افزائش نسل کو روک کر ان کی افرادی قوت کو گھٹانے اور کمزور کرنے کی ایک سازش ہے۔ جسے خاندانی منصوبہ بندی یا منصوبہ برائے بہبود آبادی جیسے پرکشش نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوچا کہ ہمیں نصیحتیں کرنے والے کافر خود اپنے ممالک میں کیوں وہ کام نہیں کرتے۔ انتہائی افسوس کا مقام کہ مسلمان ممالک ان چالوں اور سازشوں کو سمجھنے کے باوجود اس کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ بلکہ ان کا حکم بجا لانے کے انداز میں مسلم ممالک میں بھی خاندانی منصوبہ بندی کی ہدایات جاری کر دیتے ہیں۔ سورہ انعام میں اللہ تعالیٰ یوں متنبہ کرتا ہے۔

ترجمہ:۔ جنہوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر سوچے سمجھے
ہلاک کر دیا انہوں نے اپنے آپ پر اللہ کی نعمتوں کو
حرام کر لیا۔

دنیا میں موجود خدا کی ہر نعمت کسی نہ کسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے۔ پھر ہم کیوں اللہ کی نعمتوں کو اپنے اوپر حرام کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ ہدایت کے اس سرچشمہ (قرآن مجید) کی موجودگی میں ان آیات کے سامنے ہوتے ہوئے اگر اربابِ اختیار یہ جواز پیش کریں کہ معاشی لحاظ سے ملک کا استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے تو اسے "ایمان کی کمزوری" ہی کہا جا سکتا ہے۔ ہونا یہ چاہیئے کہ اصل اسباب کا کھوج لگا کر مسائل حل کئے جائیں۔

نسل مسلمان کو گھٹانے پر مختص رقم کو موجودہ آبادی کی فلاح پر خرچ ہونا چاہیئے۔ خواتین کی بہبود

کے مراکز کے قیام کی ضرورت ہے۔ صحت وصفائی اور علاج ومعالجہ کے نظام میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اخلاقی گندگیوں سے پاک ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جائے جہاں بچے نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی طور پر بھی صحت مند ہوں۔ جب یہ چھوٹے چھوٹے مسائل حل ہو جائیں گے تو اس غیر اسلامی فعل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔ پاکستان کے ہر طبقۂ فکر کی خواتین (ماسوائے چند نام نہاد آزادئ نسواں کی علمبرداروں کے) خاندانی منصوبہ بندی کے خلاف ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہونے والی اس سازش سے واقف ہیں۔ اور جو آزادی چاہنے والیاں ہیں وہ ذہنی طور پر مغرب کی غلام ہیں۔ اور بات کرتی ہیں آزادی کی جس کا ذہن ہی آزاد نہ ہو۔ وہ کیا جانے کہ آزادی کیا ہوتی ہے؟

محمد عبدالحق حقانی (بام خیل)

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ ترجمہ: "تحقیق ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی،، یعنی علم و دانائی عطا کی جو کہ تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے لہٰذا لوگوں کو چاہیئے کہ لقمان حکیم کی حکمت آمیز اقوال اور نصیحتوں کو یاد رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

لقمان حکیم کے بعض وصایا قرآن مجید میں مذکور ہیں ان کا ثبوت تو لقمان سے قطعی اور یقینی ہے اور ان کے علاوہ جو دیگر کلمات حکمت و نصیحت لقمان حکیم سے روایت کیے گئے ہیں اگرچہ ان کا ثبوت قرآن کی طرح تو قطعی نہیں مگر ان میں بعض چیزیں احادیث میں مذکور ہیں اور بعض بزرگوں علماء کے کتابوں میں مذکور ہیں ان میں سے بعض ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے... اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانے پھر رہی ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لاکر حاضر کرے اس کو اللہ بے شک اللہ ہر چھپی جانتا خبردار ہے اے بیٹے کھڑی رکھ نماز اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور سہار جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال نہ پھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اتراتا بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا بڑائیاں کرتا اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بُری سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے" (سورۃ لقمان ترجمہ از شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ)

(۲) عبداللہ بن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لقمان حکیم یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے پاس کوئی چیز ودیعت رکھی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے (ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۳)

(۳) قاسم بن مخیمرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو یہ نصیحت کی کہ اے بیٹے تقنع سے بچ اس لیے کہ تقنع سے رات کیں ٹھوکر کھاکر جانے کا ڈر ہے اور دن میں مذمت کا ڈر ہے (تقنع کے معنی سر کے اوپر اس طرح چادر

ط وہب بن منبہ رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت لقمان ؑ کی حکمت کے دس ہزار سے زیادہ ابواب پڑھے ہیں ۔ معارف القرآن ج ۷ ص ۴۳

پیٹنا کر گھونگٹ کی طرح ہو جائے۔ (ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۳)

(۴) ثری بن یحییٰ سے روایت ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے علم اور حکمت نے فقراء اور مساکین کو ملوک اور سلاطین کی جگہ پر بٹھلا دیا (ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۳)

(۵) عون بن عبداللہ سے روایت ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ جب تم کسی مجلس میں جاؤ تو ان پر سلام کا تیر چلا یعنی ان پر سلام کر پھر ایک کونہ میں خاموش بیٹھ جا اور ان کو دیکھتا رہ پس جب وہ بولیں تو اگر ذکر الٰہی کے باتیں شروع کی تو تو بھی اس میں حصہ لے اور اگر اِدھر اُدھر کی باتیں کریں تو وہاں سے نکل کر اور اٹھ کر کہیں اور چلا جا۔ (ابن کثیر ص ۴۴۷ ج ۳ و بستان العارفین ص ۲۱۹)

(۶) اے بیٹے اللہ کے تقویٰ کو اپنی تجارت بنا کر بغیر سرمایہ کے تجھ کو نفع حاصل ہوگا۔
(صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۷) اے بیٹے جنازوں پر حاضر ہوا کر اور شادیوں کی محفل میں مت جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت یاد دلائیں گے اور شادی کی محفلیں تجھ کو دنیا یاد دلائیں گے کہ دنیا ایسی ہوتی ہے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۸) اے بیٹے مرغ کو دیکھ کہ صبح کو اٹھ کر آذان دیتا ہے اور تو بستر پر سویا ہوا ہوتا ہے لہٰذا مرغ سے زیادہ عاجز نہ بن۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۹) اے بیٹے توبہ میں تاخیر نہ کر کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۰) اے بیٹے تو مرد جاہل سے دوستی کرنے کی طرف راغب نہ ہو دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ تو بھی اس عمل سے راضی ہے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۱) اے بیٹے اللہ سے ڈرتا رہ اور اس کے تقویٰ کو لازم پکڑ مگر اس طرح رہ کہ لوگوں پر تیرا تقویٰ ظاہر نہ ہو اور لوگ یہ سمجھ کر کہ یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس لئے تیرا اکرام کریں حالانکہ اندر سے تیرا دل بدکار ہو۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۲) اے بیٹے خاموشی کو لازم پکڑ خاموشی پر تجھے کبھی ندامت نہ ہوگی کیونکہ اگر تیرا کلام چاندی کا ہے تو تیری خاموشی سونا ہے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۳) اے بیٹے شر سے علیحدہ رہ ایک شر دوسرے شر کا خلیفہ ہوتا ہے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۴) اے بیٹے علماء کی مجلس کو لازم پکڑ اور حکماء کا کلام سنا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جیسا کہ مردہ زمین کو بارش زندہ کرتا ہے اور جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے اور بدخلق آدمی کو غم بہت لاحق ہوتا ہے اور بھاری پتھروں کا لانا اپنے جگہوں (پہاڑوں) سے آسان ہے بہ نسبت نادان اور بے عقل کے سمجھانے کے۔ (صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۵) اے بیٹا جاہل کو ایلچی بنا کر نہ بھیج اور اگر تجھے کوئی دانا میسر نہ آوے تو خود چلا جا۔
(صاوی ص ۲۱۱ ج ۳)

(۱۶) اے بیٹے کسی اور کی باندی سے نکاح نہ کرنا کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ کی غلامی کے غم میں ڈال دے۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۱۷) اے بیٹے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں حلم والے (بردبار) کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۱۸) اے بیٹے وہ مجلس اختیار کرنا جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو پس اگر تو عالم ہے تو تجھ کو تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو وہ تجھے علم سکھائے گی اور ان پر جو اللہ کی رحمت آوے گی اس میں سے تو بھی حصہ پا دے گا اور اے بیٹے اس مجلس میں نہ بیٹھنا جہاں اللہ کا ذکر نہ ہو اس لئے کہ اگر آپ عالم ہو تو تجھ کو تیرا علم فائدہ نہ دے گا اگر تو جاہل ہو تو وہ تیرے جہل میں زیادتی کریں گے ایک روایت میں ہے وہ تیرے سرکشی میں زیادتی کریں گے اور شاید اگر ان پر کوئی غضب الٰہی آیا تو تو بھی ان کے ساتھ پس جائے گا۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳) و تنبیہ الغافلین صہ۱۵۸)

(۱۹) اے بیٹا تیرا کھانا نہ کھائے مگر صرف متقی اور پرہیزگار لوگ۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۰) اے بیٹے اپنے امور میں اہل سے مشورہ کر۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۱) اے بیٹے یہ دنیا ایک گہرا دریا ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہوئے ہیں پس اگر تو نجات چاہتا ہے تو اللہ کے پرہیزگاری کو اس میں اپنی کشتی بنا اور اس کو ایمان کے سامان سے بھر دے اور اللہ پر توکل اس کا لنگر بنا دے تو امید ہے کہ تو ڈوب جانے سے بچ جائے گا۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳ و تنبیہ الغافلین صہ۸۸)

(۲۲) اے بیٹے میں نے بڑے بڑے پتھر اور لوہے اٹھائے ہیں مگر بُرے پڑوسی سے کسی کو زیادہ ثقیل نہیں پایا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے قرض سے زیادہ بوجھل نہیں پایا) اور میں نے بڑی تلخیاں چکھی مگر فقیری اور محتاجی سے بڑھ کر کوئی تلخی نہیں دیکھی۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳ و بستان العارفین)

(۲۳) اے بیٹے جب علم حاصل کرو تو اس پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش کرو۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۴) اے بیٹے جب کسی سے دوستی کرنا چاہو تو پہلے غصہ کے حالات میں اس کا امتحان لو اور دیکھو کہ وہ اس غصہ کی حالت میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے اگر انصاف کرتا ہے تو وہ دوستی کا لائق ہے ورنہ اس سے پرہیز کرنا۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۵) اے بیٹا جب تو دنیا میں اترا ہے تو تیری پشت دنیا کی طرف ہے اور منہ تیرا آخرت کی طرف ہے پس جس گھر کی طرف تو جا رہا ہے وہ اس گھر سے کہیں زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہوتا جا رہا ہے۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۶) اے بیٹے اپنی زبان کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کا عادی بنا کیونکہ دن رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں دعا رد نہیں ہوتی۔ (صاوی صہ۲۱ ج ۳)

(۲۷) اے بیٹے قرض سے بچنا قرض دن میں ذلت ہے اور رات میں غم و فکر ہے۔
(صاوی صـ۲۱۱ ج ۳)

(۲۸) اے بیٹے اللہ سے امید لگائے رکھ مگر ایسی امید نہ ہو جو تجھے گناہوں پر جری و دلیر بنا دے اور اللہ سے ڈرتا رہ مگر وہ خوف ایسا نہ ہو کہ تجھ کو اللہ کی رحمت سے ناامید بنا دے۔ (صاوی صـ۲۱۲ ج ۳)

(۲۹) اے بیٹا پیٹ بھر کر نہ کھانا کتے کے سامنے ڈال دینا زیادہ کھانے سے بہتر ہے۔
(تفسیر سراج منیر صـ۱۵ ج ۳)

(۳۰) اے بیٹے شدت غضب سے پرہیز کرنا شدت غضب دل کو خراب کر دیتا ہے اس سے حکیم کے دل کا نور مٹ جاتا ہے۔ (سراج منیر صـ۱۵ ج ۳)

(۳۱) اے بیٹے تو ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو اپنے تعریف کے طلب گار رہتے ہیں۔

(۳۲) اے بیٹے علماء اور صلحاء کی صحبت کو لازم پکڑ اور دو زانوں ان کے سامنے بیٹھا کر۔
(سراج منیر صـ۱۵ ج ۳)

(۳۳) اے بیٹے جب بھی تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو صدقہ دیا کرو۔
(کیمیائے سعادت صـ۹۵)

(۳۴) لقمان حکیم کے انگشتری پر یہ قول کندہ تھا کہ کسی کے ظاہر برائی پر پردہ ڈالنا اس کے ایسے برائی پر ذلیل کرنے سے بدرجہا بہتر ہے جو محض شک و گمان کی پیداوار ہو۔ (کیمیائے سعادت صـ۲۴)

(۳۵) اے بیٹے دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کر ڈال کہ اس سے دونوں جگہ فائدہ میں رہے گا لیکن آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ اسی طرح تو دونوں طرف سے گھاٹے میں رہے گا۔ (کیمیائے سعادت صـ۳۱۹)

(۳۶) لقمان حکیم نے فرمایا کہ مال صحت سے بہتر نہیں اور طیب نفس سے کوئی اچھا نعمت نہیں۔ (خازن صـ۱۸ ج ۵)

(۳۷) لقمان حکیم سے کہا گیا کہ کونسا شخص بدترین ہے فرمایا وہ شخص جو یہ پرواہ نہ کرے کہ لوگ اسے بدی پر دیکھے۔ (خازن صـ۱۸ ج ۵)

(۳۸) لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ نے اتنا بڑا مرتبہ کیونکر حاصل کیا فرمایا ہمیشہ سچ کہنے امانت ادا کرنے اور فضولیات چھوڑنے پر۔ (بستان العارفین صـ۲۳ و تنبیہ الغافلین صـ۷)

(۳۹) لقمان حکیم نے فرمایا خاموشی حکمت ہے۔ (تنبیہ الغافلین صـ۳)

(۴۰) بیان کیا گیا ہے کہ لقمان حکیم ایک حبشی غلام تھا پس اول چیز جس سے اس کی حکمت ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ اس کے مالک نے اس سے کہا کہ اے غلام میرے لئے یہ بکری ذبح کر دو اور مجھے اس کے دو بہترین گوشت کے ٹکڑے لاؤ تو لقمان نے دل و زبان لے

آیا پھر مالک نے اس سے کہا کہ یہ بکری میرے لئے ذبح کر دو اور مجھے اسکے دو نبیث (بدترین) گوشت کے ٹکڑے لے آؤ پس وہ دل و زبان کو لے آیا تو مالک نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ بدن میں ان دونوں سے بہترین اعضا نہیں جبکہ یہ دونوں اچھے ہوں اور نہ ان سے خبیث ہیں جبکہ یہ دونوں خبیث ہوں (خازن ج۵ ص۱۸۱ و تنبیہ الغافلین ص۹۰)

(۴۱) لقمان حکیم نے فرمایا جو میرے دوست کے ساتھ دوستی کرے گا تو محفوظ و سالم نہیں رہے گا اور جو کوئی میرے جگہ پر داخل ہوگا تو متہم ہو گا جو اپنے زبان کا مالک نہ ہو تو نادم ہوگا۔

(تنبیہ الغافلین ص۹۶)

(۴۲) اے بیٹے اتنا کڑوا نہ ہونا کہ تھوکا جاوے اور نہ اتنا میٹھا ہونا کہ نگلا جاوے۔

(تنبیہ الغافلین ص۹۶)

(۴۳) اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے لقمان حکیم نے یہ کام بتائے ہیں اپنی نگاہ کو پست رکھنا زبان بند رکھنا۔ حلال روزی پر قناعت کرنا۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا۔ بات میں سچائی پر قائم رہنا۔ عہد پورا کرنا۔ مہمان کا عزت کرنا پڑوسی کی حفاظت کرنا فضول کام اور کلام کو چھوڑ دینا۔ (معارف القرآن ص۳۵ ج ۷)

ماخوذ از: قرآن حکیم۔ تفسیر ابن کثیر۔ صاوی۔ خازن۔ معارف القرآن۔ تنبیہ الغافلین۔ بستان العارفین۔ کیمیائے سعادت وغیرہم

مصنف فوائد مکیہ

مولانا قاری محمود احمد رحیمی صاحب
استاد شعبۂ قرأت
دارالعلوم کراچی

شیخ الشیوخ، استاذ الاساتذہ، محقق وقت، امام الفن حضرت مولانا قاری عبدالرحمان صاحب مکی ثم الہ آبادیؒ۔ آپ کا اصلی وطن قصبہ قائم گنج ضلع فرخ آباد (یو۔پی) ہے۔ وہاں سے آپ کے والد محمد بشیر خان کانپور آکر مقیم ہو گئے تھے۔ جنگ آزادی میں حصہ لینے کی وجہ سے انگریزی حکومت نے جائیداد ضبط کر کے پریشان کیا تو ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ ان کے تین بیٹے تھے (۱) عبداللہ (۲) عبدالرحمٰن (۳) حبیب الرحمٰن، والد نے تینوں بیٹوں کو مکہ معظمہ میں تعلیم دلوائی۔ بڑے بیٹے قاری عبداللہ صاحب نے ابراہیم سعد مصری سے قرأت عشرہ کی سند لی۔ پھر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں شیخ التجوید مقرر ہو گئے۔ آخر عمر تک اسی مدرسہ میں قرآن مجید ہی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ کا فیض سارے عالم میں پھیلا، چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک قرآن پاک کی خدمت کر کے، ۳۳۱ھ میں وفات پائی، مکہ معظمہ میں دفن ہیں۔ قاری عبدالرحمٰن صاحب مکی نے اپنے بڑے بھائی حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی ہی سے قرأت عشرہ سیکھی، اور واپس ہندوستان آکر کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب کے مدرسہ میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی اور کئی سال تک اسی مدرسہ میں تجوید و قرأت کے مدرس رہے، پھر شیخ عبداللہ صاحب رئیس الہ آباد آپ کو الہ آباد لے گئے وہاں ان کے مدرسہ احیاء العلوم میں سالہا سال درس و تدریس فرماتے رہے اور یہ مدرسہ طویل عرصہ تک علم قرأت کا مرکز رہا۔ شروع شروع میں یہاں طلباء کی تعداد چنداں زیادہ نہ تھی اور نہ ان میں استفادے کا شوق تھا۔ اس لئے دل برداشتہ ہو کر آپ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کر لیا۔ سفر کی تیاری مکمل ہو چکی تھی، زاد راہ بھی تیار ہو چکا تھا، رات گذارنی باقی تھی۔ صبح کی گاڑی سے روانہ ہونے والے تھے۔ رات کو خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"عبدالرحمٰن! تم ہندوستان ہی میں رہو، ہم کو تم سے بہت کام لینا ہے۔"

صبح ہوتے ہی حضرت نے تمام سامان کھلوا دیا اور ہجرت کا ارادہ ترک کر دیا۔ ہندوستان میں آپ

کا یہ ابتدائی زمانہ تھا، لوگ آشنا نہ تھے، مگر آپ نے اس کے بعد سرگرمی سے تجوید و قرأت کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ کی، رفتہ رفتہ شہرت ہوئی اور وہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ پورے ہندوستان سے لوگ کھنچ کھنچ کر آنے لگے، حضرت کے شاگردوں کی تعداد اور ان کی جدوجہد دیکھ کر حضرت کی خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ نے ہندوستان بھر کو برکات قرأت سے معمور کر دیا اور ایسا عجیب ماحول پیدا کیا کہ خواص کے علاوہ عوام کو بھی قرأۃ و تجوید سے دلچسپی ہوگئی۔ پھر یہاں سے کسی رنجیدگی کی بنا پر مولانا عین القضاۃ صاحب کی طلبی پر مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ تشریف لے آئے۔ یہاں کی مدت قیام تقریباً دو سال ہے۔

حضرت قاری حفظ الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ آخری عمر میں آپ مدینہ منورہ جانا چاہتے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عبدالرحمٰن! گھبراؤ نہیں جہاں تم وہاں میں"۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد آپ نے مدینہ طیبہ جانے کا قصد منسوخ فرما دیا۔ پھر یہاں ایک ہفتہ علیل رہ کر ۶ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ آپ کے ایک عقیدت مند شاگرد نے ایک قطعہ زمین قبرستان کیلئے جھوائیں ٹولہ محبوب گنج میں لے رکھا تھا، اس میں آپ کو دفن کیا گیا۔

آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ شاطبیہ، درہ، طیبہ، یہ سب کتابیں اور قرأت سبعہ و عشرہ کے اصول و فرش بہ جمیع طرق بالکل ازبر تھے، ہر سال رمضان میں دو مرتبہ قرآن کریم سنانے کا معمول تھا۔ تراویح میں قرآن شریف حدر سے پڑھتے تھے، تیزی کے باوجود حروف کے مخارج وصفات، حرکات و سکنات، اور مدور کی ادائیگی میں فرق نہ آتا یہاں تک کہ ادنیٰ درجہ کا لحن خفی بھی واقع نہ ہوتا۔ اشراق، چاشت، تہجد، اوابین میں الگ الگ سلسلہ سے ختم فرماتے۔ آپ کے ایک شاگرد، گورنمنٹ کالج الہ آباد کے عربی کے پروفیسر قاری سراج الحق صاحب کا بیان ہے کہ آپ کو قرآن مجید اتنا ضبط تھا کہ کبھی لقمہ لیتے ہم نے نہیں سنا۔ مجلس میں سنانے کی فرمائش کی جاتی تو کبھی تصنع یا تکلف سے نہ پڑھتے، بہت سادگی سے سنا دیتے تھے۔

فن تجوید میں اردو میں آپ نے فوائد مکیہ تالیف کی۔ جو مشہور و معروف اور تجوید کی جامع کتاب ہے۔ اپنی جامعیت اور مقبولیت کی وجہ سے عرصہ سے برصغیر کے مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل چلی آرہی ہے۔ اور اسی بے نظیر مقبولیت کی وجہ سے اب چند سالوں سے وفاق المدارس کے نصاب میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ فن رسم الخط عثمانی میں عربی میں افضل الدُّرر تالیف کی جو علامہ شاطبی کے قصیدہ رائیہ کی نہایت نفیس اور محققانہ شرح ہے۔

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک لڑکی ہوئی۔ جو بچپن میں انتقال کر گئی، اس کے بعد کوئی اولاد نہ ہوئی، قاری محبوب علی صاحب کو متبنیٰ بنایا تھا۔ چنانچہ کتب خانہ اور کل اثاث البیت انہی کے حوالے کیا۔ قاری محبوب علی صاحب پاکستان آکر گولڑہ میں مقیم ہوئے۔

حضرت قاری صاحب کو فنون سپہ گری کشتی، پہلوانی، اور پیراکی میں کمال حاصل تھا۔ روزانہ ورزش کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے جسم خوب بنا ہوا تھا۔ پٹا، بانک، بنوٹ میں ماہرین بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ مولانا عین القضاۃ صاحب کے مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ کے تجوید و قرأت

کے سالانہ امتحانات کے لئے آپ کو بلایا جاتا تھا۔ جب آپ لکھنؤ تشریف لے جاتے تو تلامذہ کو ورزش کی ترغیب دیتے، عشاء کے بعد کبھی کبھی ورزشی مظاہرے بھی کرتے

آپ کے شاگردوں کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ کئی ہزار کی تعداد میں تھے، ان میں سے مشہور و معروف یہ ہیں۔

۱ — شیخ القرأ قاری ضیاء الدین احمد صاحب صدیقی الہ آبادی
۲ — شیخ القرأ مولانا قاری عبد الوحید خان صاحب الہ آبادی
۳ — شیخ القرأ مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب پرتاب گڑھی
۴ — شیخ القرأ قاری عبد الخالق صاحب علیگڑھی
۵ — شیخ القراء مولانا قاری عبد المالک صاحب علیگڑھی
۶ — شیخ القرأ قاری محمد نصیر صاحب نعمانی
۷ — شیخ القراء قاری عبد المعبود صاحب
۸ — شیخ القرأ قاری محمد یوسف صاحب کلکتوی ،

{ مقدمہ عنایات رحمانی
تذکرہ قاریان ہند جلد اول }

آوازِ اخلاق
پاکستان سے محبت کرو - پاکستان کی تعمیر

رہبرِ کامل تھا ہر اک رہروِ منزل مجھے
جب نہ کچھ معلوم تھا فرقِ حق و باطل مجھے

دوسروں کی تیز رفتاری سے کیا حاصل مجھے
جب نظر آتے ہیں وہ گم کردہ منزل مجھے

اِک نگاہِ لطف ان کی جب سے ہے حاصل مجھے
زندگی میں کوئی بھی مشکل نہیں مشکل مجھے

یہ بھی ہے اِک صورتِ تسکینِ جان و دل مجھے
وہ سمجھتے تو ہیں اپنے در کا اِک سائل مجھے

اب بہارِ رنگ و بوئے گلستاں اِک خواب ہے
ہو گیا ہے امتیازِ جادۂ و منزل مجھے

سعیٔ پیہم حاصلِ ہستی سمجھ لینے کے بعد
رشکِ صد حاصل ہے میری سعیٔ لاحاصل مجھے

مہر و ماہ و انجم و افلاک سے آگے کہیں
کِس کی محفل میں لئے جاتا ہے میرا دل مجھے

بحرِ ناپیدا کنارِ عشق کا ساحل نہیں
یوں تو ہے ہر موجِ دریا صورتِ ساحل مجھے

دل کے اک گوشہ میں ہوں سب جلوہ ہائے کائنات
کاش حاصل ہو یہ سیرِ کائناتِ دِل مجھے

اُٹھتے جاتے ہیں حجاباتِ نگاہ و دل تمام
اب یہ فیضِ حسن حاصل ہے وہ جذبِ دل مجھے

میرے کیفِ بیخودی پر اہلِ دانش خندہ زن
اور اہلِ دل سمجھتے ہیں سبھی عاقل مجھے

اب تو ساری بزم میں کوئی بھی ہم مشرب نہیں
صورتِ تنہائی ہے کیسی بھری محفل مجھے

جب اسی دنیا ہی میں ہوتی ہے تعمیرِ حیات
پھر تو وجہ ناز ہے دنیائے آب و گل مجھے

لذتِ فانی میں پھر کیسے لگے اب دل مرا
جبکہ عیشِ جاوداں کا ہے یقینِ کامل مجھے

میں نے دیکھی ہے بہارِ بے خزاں رفعت کہیں
کر نہیں سکتا ہے حُسنِ رنگ و بو مائل مجھے

اچھے اخلاق والا سب سے اچھا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بہت کامل ایمان والے مسلمانوں میں وہ لوگ ہیں جنکے خلق بہت اچھے ہوں اور بہتر تم میں وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے اچھے ہوں۔
(ترمذی)

عبد الجواد صدیقی

فیوضاتِ مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خانصاحب مدظلہم

یکے از خلفاء حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہ

(قسطِ چہارم)

بزعم خویش مفکرین:

تصوف اور اس کی اصطلاحات سے بِدکنا، آجکل کے بعض بزعم خود مفکرین کا عام وطیرہ ہے۔

چوں نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

جبکہ تصوف کی حقیقت وہی ہے جسے قرآن پاک میں "تزکیۂ نفس" اور حدیثِ مبارکہ میں "احسان" سے معنون کیا گیا ہے۔ حضرت والا شان کے الفاظ میں:

"علمائے خشک اِن اصطلاحات کو نہیں سمجھتے۔ ان پر اعتراض کر دیتے ہیں جو واقع میں ان پر اعتراض نہیں ہوتا بلکہ اپنی فہم پر ہوتا ہے۔"

لذتِ درد کو بے درد بھلا کیا جانے

الطف جز:

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"تصوف اور سلوک شریعتِ مقدسہ کا لطیف ترین جز ہے یہ شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ شریعت کا نہایت لطیف بلکہ الطف جز ہے۔

جس کو حضرت (حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ) فرمایا کرتے تھے کہ جانتے ہو سلوک کیا چیز ہے۔ یہ سلوک رُوح ہے اور فرماتے کہ یہ روح کس کی؟ فرمایا فرشتوں کی۔ آپ خود دیکھ لیجئے کہ روح کتنی لطیف چیز ہے۔ تو سلوک بھی اسی طرح لطیف چیز ہے"۔

چو ماشوی:

اپنے وعظ "ذکر الٰہی" میں کیا خوبصورتی سے فرماتے ہیں:۔

" یہ (سلوک وتصوف کی) بات کسی کی سمجھ میں اُس وقت تک نہیں آسکتی جب تک کہ وہ خود ایسا ہی نہ بن جائے اور نہ ہی اُس وقت تک اہلِ دل کا کلام سمجھ میں آسکتا ہے ؎

پرسید یکے کہ عاشقی چیست
گفتم کہ چو ماشوی بدانی

ترجمہ: کسی نے مجھ (اللہ والے) سے پوچھا کہ عشقِ الٰہی کی حقیقت کیا ہے؟ تو میں نے اس سے کہا کہ جب تم ہمارے جیسے ہو جاؤ گے تو خود ہی عشقِ الٰہی کی حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ گے"۔

⋄ ⋄ ● ⋄ ⋄

حضرت والاشان اپنی ایک "تالیفِ لطیف شریعت وتصوّف میں طریق القلندر" کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:۔

" تصوف کے اصولِ صحیحہ قرآن اور حدیث میں سب موجود ہیں اور یہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ تصوّف قرآن وحدیث میں نہیں ہے بالکل غلط ہے۔ یعنی غالی صوفیار کا بھی یہی خیال ہے اور خشک علمار کا بھی کہ تصوف سے قرآن وحدیث خالی ہیں مگر دونوں غلط سمجھے۔

خشک علماء تو یہ کہتے ہیں کہ تصوّف کوئی چیز نہیں۔ یہ سب واہیات ہے۔ بس نماز، روزہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اسی کو کرنا چاہیئے۔ یہ صوفیوں نے کہاں کا جھگڑا نکالا ہے تو گویا ان کے نزدیک قرآن وحدیث تصوّف سے خالی ہیں۔

اور

غالی صوفی یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں تو ظاہری احکام ہیں۔ تصوف علم باطن ہے۔ اِن کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن و حدیث ہی کی ضرورت نہیں۔

غرض

دونوں فرقے قرآن و حدیث کو تصوف سے خالی سمجھتے ہیں۔ پھر اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک نے تو تصوف کو چھوڑ دیا اور دوسرے نے قرآن و حدیث کو۔

تصوف اور قرآن و حدیث:

جس طرح قرآن میں وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ موجود ہے اسی طرح یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا یعنی اے ایمان والو! صبر کرو اور وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ۔ اللہ کا شکر بجالاؤ بھی موجود ہے۔

اگر ایک مقام پر کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ اور لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ پاؤ گے تو دوسرے مقام پر یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ بھی دیکھو گے۔

جہاں اِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی ہے اس کے ساتھ ہی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ بھی موجود ہے اگر ایک مقام پر تارکِ نماز اور تارکِ زکوٰۃ کی مذمت ہے تو دوسرے مقام پر تکبر کی برائی موجود ہے۔

اسی طرح

احادیث کو دیکھو جس طرح ابواب نماز و روزہ، بیع و شرا اور نکاح و طلاق پاؤ گے۔ ابواب ریا و کبر وغیرہ بھی دیکھو گے۔

کون مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ جس طرح اعمال ظاہرہ حکم خداوندی ہیں اسی طرح اعمالِ باطنی بھی حکم الٰہی ہیں۔

کیا اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ امر کا صیغہ ہے، اور اِصْبِرُوْا وَاشْکُرُوْا امر کا صیغہ نہیں؟

کیا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ سے روزہ کی مشروعیت اور مامور بہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ سے محبت کا مامور بہ ہونا ثابت نہیں؟

بلکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ:

ظاہری اعمال سب ہی باطن کی اصلاح کے لئے ہیں اور باطن کی صفائی مقصود و موجبِ نجات ہے اور اس کی کدورت موجبِ ہلاکت ہے۔
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :
قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ،
بیشک جس نے نفس کو صاف کیا کامیاب رہا اور جس نے اس کو میلا کیا ناکام رہا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ.
قیامت کے دن مال اور اولاد کام نہ آئیں گے مگر جو شخص اللہ تعالیٰ کے پاس قلبِ سلیم لیکر آیا (وہی کامیاب ہوگا)۔

پہلی آیت میں تزکیہ باطن کو موجبِ فلاح اور دوسری آیت میں سلامتی قلب کے بغیر مال اور اولاد سب کو غیر نافع فرمایا ہے۔
ایمان وعقائد جن پر سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے قلب ہی کا فعل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جتنے اعمال ہیں سب ایمان کی تکمیل کیلئے ہیں۔
پس معلوم ہوا کہ اصل مقصود دِل کی اصلاح ہے جس سے انسان مقبولِ بارگاہ الٰہی اور صاحبِ مدارج و مقام ہوتا ہے اور اِسی کا نام اصطلاح وعرف میں تصوّف ہے۔"

جن نفوس قدسیہ کو حضرت والا دامت برکاتہم کا قربِ معنوی نصیب ہے، جنہیں واقعی آپ کے فیوض و برکات کا عملاً مشاہدہ میسّر ہے وہ تو بے شک تزکیہ نفس، احسان اور تصوف کی وادیٔ لطیف کی ہمہ گیر سیر سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ لیکن جس کسی نے حضرت والاشان کو ایک دفعہ خالی الذہن ہوکر، خلوص و محبّت سے دیکھ لیا اور اپنی کوئی اُلجھن برائے اصلاح پیش کردی یا ویسے ہی آپ کا بیان توجہ سے سُن لیا تو خوشگوار حیرانی سے معترف پایا گیا کہ سلوک و تصوّف اگر یہی ہے تو ہم آج تک بھول بھلیوں میں تھے۔ ایک ہی نظر میں گمراہ کو راہ پر لگا دینا حضرتِ والا کی سچائی کا کرشمہ ہے عمل تو بہرحال "ایمان" کے بعد ہی کارآمد چیز ہے عظمتِ سلسلہ کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ نجاتِ اُخروی کی بنیاد یعنی ایمان وعقائد اور

نظریات کی دنیا ایک ہی صحبت میں سنور جاتی ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اب اعمال بھی حسبِ توفیق و لیاقت فوراً یا پھر بتدریج بتوفیقِ الٰہی سنورتے ہی جائینگے۔

ایک واقعہ:

حضرت والا مسیح الامّت مدظلہم ایک بار لاہور سے کراچی تشریف لے جا رہے تھے۔ گاڑی علی الصبح بہاولپور پہنچ رہی تھی۔ اپنے ایک محسن کے ساتھ مجھے بھی بہاولپور سے خانپور تک کا سفر آپ کی معیت میں کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ میرا یہ محسن سُنی سُنائی باتوں کی وجہ سے اور کچھ خشک قسم کے علماء سے واسطہ پڑتے رہنے کے باعث علماء دیوبند کے بارے میں کوئی اچھے تأثرات نہیں رکھتا تھا۔ جب ہم گاڑی میں سوار ہوئے فجر کی نماز کے بعد کا وقت تھا حضرت والا مدظلہم معمولات میں مشغول تھے آپ کے بھانجے اور داماد مولانا وکیل احمد صاحب شروانی مدظلہٗ اور مولانا ممتاز احمد صاحب تھانوی مدظلہٗ نائب مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور ہمراہ تھے۔ ہم سلام و مصافحہ و معانقہ کر کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ میں کچھ ناشتہ اور چند سیب ساتھ لے گیا تھا حضرت والا سفر میں کچھ کھانے پینے سے احتراز ہی فرماتے ہیں خواہ سفر کئی دنوں پر کیوں نہ مشتمل ہو۔ آپ معمولات سے فارغ ہو کر تبسم فرماتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے اپنے ساتھی کا تعارف کرایا اور بتایا کہ ہم لوگ خانپور تک ساتھ جائیں گے آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور میری دلجوئی میں سیب کی چند قاشیں بھی تناول فرمائیں۔ میرے ساتھی نے کچھ عام اندازِ بے تکلفی میں چند جملے کہے لیکن جوں جوں آپ کی زبانِ مبارک سے نکلنے والے خوشگوار و متین کلمات موصوف کے کانوں سے ٹکراتے گئے وہ محوِ حیرت ہو کر رہ گیا۔ خانپور آنے تک ہمہ تن گوش بنا، ایک ایک لفظ غور سے سُنتا رہا۔ حضرت والا شان، حضرت لقمان علیہ السلام کی اُن نصائح کا ذکر فرما رہے تھے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں جن میں پہلے نمبر پر دین اور دوسرے نمبر پر مال کی ضرورت و حفاظت کا ذکر تھا اسی ضمن میں بڑوں، برابر والوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک، حُسنِ ظن اور نباہ کے طریقوں کو بھی وضاحت سے اس طرح بیان فرمایا کہ ہر سُننے والا محو رہا۔ بالآخر عین خانپور اسٹیشن آنے پر آپ نے اپنا بیان بحسن و خوبی مکمل فرما لیا اور ہمیں رخصت فرماتے ہوئے، میرے ساتھی کے سر پر خصوصیت سے ہاتھ پھیرا۔ مصافحہ و معانقہ فرمایا اور دُعائیں دیں۔

خانپور اسٹیشن پر اترتے ہوئے ہی، میرے ساتھی نے تعجباً مجھ سے پوچھا کہ آیا راقم الحروف نے اُس کے بعض مخفی مسائل کے بارے میں پہلے ہی سے حضرت والا کو آگاہ کر دیا تھا؟ کیونکہ اس کے خیال میں حضرت والا سب کچھ اُسی کے بارے میں فرما رہے تھے۔ موصوف ایک پرائیویٹ اسکول کے پرنسپل ہیں انہیں دیانت داری۔ روپیہ پیسہ۔ اساتذہ۔ بچّوں اور بچّوں کے والدین سے ہر روز واسطہ پڑتا ہے اور حضرت والا کا تمام بیان انہی امور کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔ موصوف نے بتایا کہ اس کی بہت سی اُلجھنیں آج دُور ہو گئی ہیں نیز اس مختصر سی صحبت سے علماءِ دیوبند کے بارے میں جو اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ خشک ہوتے ہیں ایک خوشگوار تبدیلی آ گئی۔ اللہ والوں سے بدگمانی کی آفت سے بتوفیقہ تعالیٰ بچ گیا۔

اس واقعہ کو کئی سال ہو گئے ہیں وہ شخص اب محض خاندانی طور پر نام کا بریلوی رہ گیا ہے جب اُسے یہ مختصر سا سفر اور حضرت والا کی معیت یاد آتی ہے تو اپنی بریلویت پر ہنس دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے تو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ ایسی پیاری اللہ والی شخصیت دیکھی ہے وغیرہ ؎ کسی کی بزم سے لوٹے تو اور شخص تھے ہم

(جاری ہے)

عدل و انصاف کا قیام

افادات حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: سیف الدین ریواڑوی
حیدرآباد (سندھ)

ارشاد فرمایا:

دنیا میں انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتابیں بھیجنے کا اصل مقصد عدل و انصاف کا قیام ہے اور اسی سے دنیا اور قوموں کا امن قائم رہ سکتا ہے چنانچہ سورہ نساء کی آیت مقدسہ میں انبیاء اور مسلمانوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے اور سچی گواہی دینے کی ہدایت کی گئی اور جو چیزیں قیام عدل و قسط یا سچی گواہی میں رکاوٹ ہو سکتی ہیں ان کو نہایت بلیغ انداز میں دور کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کی ایک آیت سورہ مائدہ میں بھی آنے والی ہے۔ دونوں کا مضمون بلکہ الفاظ تقریباً مشترک ہیں اور سورہ حدید کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ بنا کر بھیجنے کا اور پھر ان کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے بحیثیت خلیفۃ اللہ بھیجتے رہنے کا اور ان کے ساتھ بہت سی کتابیں اور صحیفے نازل کرنے کا اہم مقصد یہی تھا کہ دنیا میں عدل و انصاف اور اس کے ذریعہ امن و امان قائم ہو۔ اور ہر فرد انسانی اپنے اپنے دائرہ اختیار میں عدل و انصاف کو اپنا شعار بنالے اور جو سرکش لوگ وعظ و پند اور تعلیم تبلیغ کے ذریعہ عدل و انصاف پر نہ آئیں اور اپنی سرکشی پر اڑے رہیں ان کو قانون سیاست و تعزیرات کے ذریعہ انصاف پر قائم رہنے پر مجبور کیا جائے۔

سورۂ حدید کی آیت میں اسی حقیقت کو اس طرح واضح فرمایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ.

"یعنی ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اُتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر اور ہم نے اُتارا لوہا اس میں بڑا رُعب ہے اور اس سے لوگوں کے کام چلتے ہیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعثتِ انبیاء اور تنزیلِ کتبِ آسمانیہ کا سارا نظام انصاف کے ہی لئے کھڑا کیا گیا ہے۔ رسولوں کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا اس مقصد کے لئے عمل میں آیا ہے اور آخر میں لوہا اُتارنے کا ذکر کر کے اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ سب لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے صرف وعظ و نصیحت ہی کافی نہ ہوگی بلکہ کچھ شریر لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو لوہے کی زنجیروں اور حالات کے مطابق دوسرے ہتھیاروں اور ذرائع سے مرعوب کر کے انصاف پر قائم اور مجبور کیا جائے گا۔

عدل و انصاف پر قائم رہنا حکومت اور رعایا دونوں پر فرض ہے

سورۂ حدید کی آیت مذکورہ اور سورۂ نساء کی اس آیت میں اور اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اور ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لاتعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ ان اللہ خبیر بما تعملون سے واضح طور پر یہ ہدایت دی گئی ہے کہ انصاف قائم کرنا اور اسی پر قائم رہنا صرف حکومت اور عدالت کا فریضہ نہیں بلکہ ہر انسان اس کا مکلف اور مخاطب ہے کہ وہ خود عدل و انصاف پر قائم رہے اور دوسرے لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے کوشش کرے۔ ہاں انصاف کا ایک درجہ حکومت اور حکام کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ یہ کہ شریر اور سرکش انسان جب انصاف کے خلاف اڑ جائیں، نہ تو انصاف پر قائم رہیں نہ دوسروں کو عدل و انصاف کرنے دیں، تو حاکمانہ تعزیر اور سزا کی ضرورت ہے اور یہ اقامتِ عدل و انصاف ظاہر ہے کہ حکومت ہی کر سکتی ہے جس کے ہاتھ میں طاقت و اقتدار ہے۔

آج کی دنیا اور انصاف

آج کی دنیا میں جاہل عوام کو چھوڑ دیئے لکھے پڑھے تعلیم یافتہ حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ انصاف کرنا صرف حکومت و عدالت کا فریضہ ہے (پنچایت) عوام اس کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یہی وہ سب سے بڑی وجہ ہے جس نے ہر ملک و سلطنت میں حکومت اور عوام کو متضاد فریق بنا دیا ہے اور راعی اور رعیت کے درمیان اختلاف کی وسیع خلیج حائل کر دی ہے۔ ہر ملک کے عوام اپنی حکومت سے عدل و انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن خود کسی انصاف پر قائم رہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ جو دنیا دیکھ رہی ہے کہ قانون معطل ہے۔ جرائم کی روز افزوں ترقی ہے اور لستنے ہی لوگ انصاف سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اسی رفتار سے دنیا کی بدامنی بڑھتی چلی گئی ہے۔

امنِ عالم کی ضمانت

صرف خوفِ خدا دے سکتا ہے۔

کوئی مصلح اور مردِ رشید نہیں جو آنکھیں کھول کر دیکھے اور چلتی ہوئی رسموں کی جکڑ بندی کو توڑ کر رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سوچے، سمجھے اور اس حقیقت پر غور کرے کہ دنیا اور عالم اسلام کا امن و سکون نرے تعزیرات سے نہ کبھی حاصل ہوا نہ آئندہ ہو گا۔ دنیا اور عالم اسلام کے امن و امان کی ضمانت صرف عقیدۂ آخرت اور خوفِ خدا دے سکتا ہے جس کے ذریعے سارے فرائض راعی اور رعیت میں مشترک ہو جاتے ہیں۔ اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے لگتا ہے۔ قانون کے احترام و حفاظت کے لئے عوام یہ کہہ کر آزاد نہیں ہو سکتے کہ یہ کام حکام کا ہے۔ قرآن مجید کی مذکورہ آیتیں بسلسلہ قیام عدل و قسط اسی انقلابی عقیدہ کی تلقین پر قائم کی گئی ہے۔

سورہ نساء کی اسی آیت کے ختم پر ان اللہ کان بما تعملون خبیرا کا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ کی آیت کے آخر میں اقرب للتقوی کی ہدایت فرمائی اور پھر فرمایا ان اللہ کان خبیر بما تعملون اور حدید کی آیت کے آخر میں ارشاد ہوا ان اللہ قوی عزیز۔ ان تینوں آیتوں میں حکام (ارباب پنچایت) اور عوام دونوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے اور قائم رکھنے کی ہدایات دینے کے بعد سب کی نظر میں اس حقیقت کی طرف پھیر دی گئی کہ جو انسان

کی زندگی اوراس کے خیال اور جذبات میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والی ہے۔ یعنی خدائے تعالیٰ کی قوت وسلطنت اسی کے سامنے حاضری اور حساب وکتاب اور جزاو سزا کا تصور! یہی چیز تھی جس نے اب سے چودہ سو برس پہلے کی ناخواندہ دنیا کو آج کی نسبت بہت زیادہ امن اور سکون بخشا ہوا تھا اور یہی وہ چیز ہے جس کے نظر انداز کردینے کی وجہ سے آج کی ترقی یافتہ آسمانوں سے باتیں کرنے والی دنیا امن وچین سے محروم ہے۔

قرآن حکیم کا پیغام

قرآن حکیم نے ایک طرف تو دنیا کے سارے نظام کا منشاء ومقصد ہی قیام عدل وانصاف بتلایا۔ دوسری طرف اس کا ایک عجیب وغریب اور بے مثال انتظام فرمایا کہ اگر اس کے پورے اسلامی نظام کو اپنایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یہی خونخوار اور بدکار دنیا ایک صالح معاشرے میں تبدیل ہوجائے جو آخرت کی جنت سے پہلے نقد جنت ہو اور ارشادِ قرآن کے مطابق ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن کے مصداق ہوجائے اور یہ کوئی صرف خیال یا خیالی اسکیم نہیں بلکہ اس پیغام کے لانے والے مقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عملی صورت میں لاکر چھوڑا ہے اور ان کے بعد خلفائے راشدین اور دوسرے متبع سُنّت سلاطین نے بھی اس پر عمل کیا تو شیر اور بکری کے ایک گھاٹ پر پانی پینے کی فرضی مثال ایک حقیقت بن کر لوگوں کے مشاہدہ میں آگئی۔ غریب امیر، مزدور سرمایہ دار کا تفرقہ یکسر مٹ گیا۔ قانون کا احترام ہر فرد اپنے گھر کے بند کمروں میں رات کی تاریکیوں میں کرنے لگا۔ یہ کوئی افسانہ نہیں، تاریخی حقائق ہیں جن کا اعتراف غیروں نے بھی کیا اور ہر صاف دل غیر مسلم بھی اس کے ماننے پر مجبور رہا۔

عدل وانصاف کی حقیقت

ایک جگہ قرآن حکیم میں کونوا قوامین بالقسط فرمایا گیا، قسط کے معنی ہیں عدل وانصاف اور عدل وانصاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر صاحبِ حق کا حق پورا ادا کیا جائے، اس کے عموم میں اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی داخل ہیں اور ہر قسم کے انسانی حقوق بھی، اس لئے قیام بالقسط کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کو حق دلوانے کے لئے شہادت میں حق اور حقیقت کا اظہار کیا جائے اور اس سے گریز نہ کیا جائے خواہ وہ کسی کے موافق پڑے یا مخالف اور یہ بھی داخل ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کا انتظام ہے، دو فریق کا کوئی مقدمہ ان کے سامنے پیش ہو تو فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک اور معاملہ کیا جائے۔ کسی ایک طرف یا کسی طرح کا میلان نہ ہونے دیں۔ گواہوں کے بیانات غور وفکر سے سُنیں، معاملہ کی تحقیق میں اپنی پوری کوشش خرچ کریں۔ پھر فیصلہ میں پورے پورے عدل وانصاف کا

معاملہ رکھیں۔

عدل وانصاف کے قیام میں

رکاوٹ بننے والے اسباب

سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ کی یہ دونوں آیتیں اگرچہ مختلف سورتوں کی ہیں لیکن مضمون دونوں کا قدرِ مشترک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی عادۃً دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک کسی کی محبت وقرابت یا دوستی وتعلق جس کا تقاضا شاید کہ دل میں یہ ہوتا ہے کہ شہادت ان کے موافق دی جائے تاکہ یہ نقصان سے محفوظ رہیں، یا ان کو نفع پہنچے اور فیصلہ کرنے والے قاضی و جج (یا قومی سرپنچ) کے دل میں اس تعلق کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ فیصلہ ان کے حق میں دے اور دوسری چیز کسی کی عداوت یا دشمنی ہے جو شاہد کو اس کے خلاف شہادت پر آمادہ کر سکتی ہے اور قاضی و جج کو اس کے خلاف فیصلہ دینے کی باعث ہو سکتی ہے۔

غرض کہ محبت و عداوت دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو (یا کسی قومی پنچایت اور صدر) کو عدل وانصاف سے ہٹا کر ظلم وجور میں مبتلا کر سکتی ہیں۔ سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ کی دونوں آیتوں میں انہی دونوں رکاوٹوں کو دور کیا گیا ہے۔ سورۂ نساء کی آیت میں قرابت و تعلق کی رکاوٹ دور کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے او الوالدین والاقربین یعنی اگر تمہاری شہادت اپنے ماں باپ یا قریبی رشتہ داروں ہی کے خلاف پڑے تو بھی حق بات کہنے اور سچی گواہی اور شہادت دینے میں اس تعلق کا لحاظ و پاس نہ کرو۔

سورہ مائدہ کی آیت میں عداوت و دشمنی کی رکاوٹ کو دور کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا لایجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ یعنی کسی قوم کا بغض و عداوت بھی تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہونا چاہیئے کہ راہِ اعتدال اور عدل وقسط کو چھوڑ کر ان کے خلاف گواہی یا فیصلہ دینے لگو۔ گویا پہلی آیت یا دوسری میں دو چیزوں کی ہدایت ہے۔ ایک قیام بالقسط اور دوسری شہادت للہ ان دونوں آیتوں کے طرزِ بیان میں یہ بات خاص طور پر قابلِ نظر ہے کہ کونوا قوامین بالقسط یا قوامین للہ کا طویل جملہ اختیار کیا گیا۔ حالانکہ عدل وانصاف کا حکم صرف ایک لفظ اقسطوا کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا تھا۔ اس طویل جملہ کے اختیار

کرنے میں اس طرف اشارہ کرنا منظور ہے کہ اتفاقی طور پر کسی معاملہ میں عدل و انصاف کر دینے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی کیونکہ کسی نہ کسی معاملہ میں انصاف ہو جانا تو ایک طبعی امر ہے کہ بڑے سے بڑے اور ظالم سے ظالم حاکم پر بھی صادق ہے کہ اس سے بھی کسی معاملہ میں تو انصاف ہو ہی جاتا ہے۔ اس جملہ میں قوامین استعمال فرما کر یہ بتلا دیا کہ عدل و انصاف پر ہمیشہ، ہر وقت، ہر حال اور ہر دوست دشمن کے لئے قائم رہنا ضروری ہے۔

عدل و انصاف کے زرّیں اصول

پھر ان دونوں آیتوں میں پوری دنیا اور انسانیت کو عدل و انصاف پر قائم کرنے اور قائم کرانے کے لئے جو زرّیں اصول اختیار کئے گئے ہیں وہ بھی قرآن عظیم ہی کی خصوصیات میں سے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم چیز تو یہ ہے کہ حکام (پنچایت) اور عوام سب کو خدا تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور روز آخرت و جزا کے حساب سے ڈرا کر اس کے لئے تیار کیا گیا ہے کہ عوام خود بھی قانون کا احترام کریں اور حکام و پنچایت جو تنفیذ قانون کے ذمہ دار ہیں، وہ بھی تنفیذ قانون میں خدا اور آخرت کو سامنے رکھ کر خلق خدا کے خادم بنیں۔ قانون کو خدمت خلق اور اصلاح عالم اور اصلاح قوم کا ذریعہ بنائیں۔ لوگوں کی پریشانیوں میں اضافہ اور مظلوم کو دفتر گردی اور عدالتوں کے چکر میں پھنسا کر مزید ظلم پر ظلم کا سبب نہ بنائیں اور قانون کو اپنی ذلیل خواہشات یا چند ٹکوں یا سستی شہرت حاصل کرنے میں فروخت نہ کریں۔ اب قوامین للہ اور شہداء للہ فرما کر حکام اور عوام دونوں کو خشیت و للّٰہیت اور اخلاص عمل کی دعوت دی گئی ہے۔

دوسری بنیادی چیز یہ ہے کہ عدل و انصاف کے قیام کی اہم ذمہ داری پورے افراد انسانی پر ڈال دی گئی ہے۔ سورۂ نساء اور سورہ مائدہ میں تو اس کا مخاطب یاایھا الذین آمنوا فرما کر پوری امت مسلمہ کو بتا دیا گیا اور سورہ حدید میں لیقوم الناس بالقسط فرما کر اس فریضہ کو تمام افراد انسانی پر عائد کیا گیا ہے۔ سورۂ نساء کی آیت میں ولو علیٰ انفسکم فرما کر اس فریضہ کو اس طرف ہدایت فرما دی کہ انصاف کا مطالبہ صرف دوسروں ہی سے نہ ہو بلکہ اپنے نفس سے بھی ہونا چاہیئے۔ اپنے نفس کے خلاف کوئی بیان یا اظہار کرنا پڑے تو بھی حق و انصاف کیخلاف کچھ نہ بولے اگرچہ اس کا نقصان اس کی ذات ہی پر پڑتا ہو کیونکہ یہ نقصان حقیر و قلیل اور عارضی ہے اور جھوٹ بول کر اس کی جان بچائی گئی تو قیامت کا شدید عذاب اپنی جان کے لئے مزید لیا۔

(ماخذ از تفسیر معارف القرآن)

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

مجالس

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت قدس اللہ سرہ

ملفوظات وارشادات

حج کے متعلق چند مفید باتیں

فرمایا: پاکستان سے حج کے لئے شوال یا اس کے بعد جانا ہو تو مکہ معظمہ عمرہ کا احرام باندھ کر چلا جائے۔ جب مدینے سے آئے تو ذی الحجہ کے قریب وہاں سے صرف افراد کا احرام باندھ کر آئے۔

ارشاد: مزدلفہ سے واپسی پر منا میں چار کام کرنے ہوتے ہیں اور پہلے دن ان کا کرنا افضل لکھا ہے۔ رمی جمرۂ عقبہ۔ قربانی۔ سر منڈانا۔ طواف زیارت کرنا۔ اگر ان کو سہولت کی بنا پر اس طرح کر لیا جائے تو مکروہ بھی نہیں کہ دسویں تاریخ کو صرف رمی کرے۔ گیارہویں تاریخ کو فجر کے بعد قربانی کر آئے۔ پھر طواف زیارت کرے۔ زوال شمس کے بعد سے غروب شمس کے درمیان رمی کر لے۔ یہ تمام کام آسانی سے بلا کراہت ادا ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح عرفات کے وقوف میں جبل رحمت میں جانا افضل لکھا ہے۔ مگر آنے جانے میں دعا اور پڑھنے پڑھانے میں کمی ہو جاتی ہے۔

ارشاد: میں اور اہلیہ جب سعی کرتے تو عربی والی مناجات مقبول میں لے لیتا اور اردو کی ان کو دیدیا تھا۔ چونکہ مسعیٰ پر صرف مردوں کو دوڑنا ہوتا ہے اور اب خلاصہ جگہ ہو گئی ہے اس لئے ان سے کہا تم خود چلتی رہو۔ میں علیحدہ چلوں گا۔ عورتوں کے لئے دوڑنے کا حکم نہیں ہے اور آتے جاتے دکھلائی دے جاتا ہے۔ کوئی دقت نہیں۔

ارشاد: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حج کے بیان میں ایک تو الحج المبرور وعظ ہے اور ایک العج والثج ہے۔

احسان کا بدلہ دینا چاہیئے

ایک صاحب پان کی ڈبیہ پر پالشس کراکر لائے تو حضرت والانے فرمایا اس کی اجرت دیدی ہے؟ اس نے عرض کیا پالشس کرنے والا جاننے والا آدمی ہے اس نے پیسے نہیں لئے حضرت والانے فرمایا کہ جاننے کا حق صرف ایک تو نہیں ہے۔ تم بھی کبھی جاننے کا حق ادا کرتے ہو۔ یا دہی پیٹا رہے۔ کبھی ایک آنے کے بجائے دو آنے تم بھی دیدیا کرو۔ اس بناپر کہ یہ جاننے والا ہے۔

سلطان الاذکار کا مطلب

ارشاد: سلطان الاذکار کا مطلب یہ ہے کہ ہمہ وقت ذکر ہوتا رہے۔ کوئی وقت ذکر سے خالی نہ ہو۔ پاس انفاس کے متعلق فرمایا۔ حضرت شاہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بتلایا تھا کہ اندر سانس جائے تو اللہ (آنا کہے) جب دبی سانس باہر آئے تو ہُو کہے۔ بس ہر ایک سانس میں اَللّٰہُ سانس کے ساتھ کرتا رہے۔ مشق ہو جانے کے بعد خود بخود نکلنے لگتا ہے اور جو بات مشقت کے بعد عادت ہو جاتی ہے۔ اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ہاں بلا اختیار عمل ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا۔ حدیث میں ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اور نیت ارادے وقصد کا نام ہے۔

دعاء استخارہ کا مطلب

ارشاد: دعائے استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتا ہے۔ استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی۔ اور یہ مشورہ کرنا نہیں ہے۔ مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے۔ استخارہ سنت ہے۔ اس کی دعا مشہور ہے اس کے پڑھ لینے سے سات روز کے اندر اندر قلب میں ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ خواب میں کچھ نظر آنا یا یہ قلبی رجحان حجت شرعیہ نہیں ہیں کہ ضرور ایسا کرنا ہی پڑے گا اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے عملیات مقرر کر لئے ہیں۔ ہاں دوسروں سے کرالینا گناہ تو نہیں۔ لیکن خود کرنا چاہیئے اس دعا کے صیغے ہی ایسے ہیں۔ پھر فرمایا، میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں۔ نماز کے بعد یا سوتے وقت ——— اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ۔ گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے۔

مال تجارت کی کونسی قیمت معتبر ہے

ارشاد: کسی صاحب نے دریافت کیا کہ میں نے تجارت کرنے کی نیت سے مکان تعمیر کرایا ہے تو اس کی قیمت کا کس طرح اندازہ لگاؤں۔ زکوٰۃ دینی ہے۔
فرمایا ہر تجارتی چیز کا اصول یہ ہے کہ جس روز زکوٰۃ نکالتی ہے اس روز یہ دیکھے کہ باآسانی کتنے میں بک سکتی ہے اگر بازار میں بیچیں تو کتنے میں بکیگی وہ قیمت لگائی جائے۔ مکان اگر

رہنے کیلئے ہے یا کوئی چیز استعمال کے لئے ہے یا کرایہ پر چلانا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر فروختگی کے لیے ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

اصل چیز تہذیب اخلاق ہے

ارشاد : اس راہ میں اصل وظائف نہیں بلکہ تہذیب اخلاق ہے۔ جب آدمیت آجائے تو بہت جلد وصول ہوجاتا ہے اور جب تک آدمی رگڑے نہ کھائے آدمی نہیں بنتا اور رگڑے شیخ کے پاس رہ کر لگتے ہیں۔ اس کا کام دہندہ کرنے۔ اس کی خدمت کرنے۔ اٹھنے بیٹھنے۔ کھانے پینے میں غلطیاں معلوم ہوتی ہیں اوران ہی باتوں پر تنبیہ کی جاتی ہے۔ کسی کو علم غیب تو ہے نہیں اور نہ برکت ہے یہاں، تو حرکت کی ضرورت ہے۔

سلوک کے بے شمار طریقے ہیں

ارشاد : میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا تو ایک مایوسانہ انداز میں کہا کہ لوگ اس راہ میں بڑے مجاہدے کرتے ہیں۔ میرے پاس تو مشاغل بہت ہیں اور کمزور آدمی ہوں اور جی یہ چاہتا ہے کہ جیسے اور لوگ سلوک طے کرتے ہیں مجھے بھی کچھ حاصل ہوجائے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سلوک طے کرنے کا کوئی خاص ایک طریقہ تو ہے نہیں بلکہ طرق الوصول الی اللہ بعدد الانفاس ہیں یہ تو ضعیف کو بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ہمت ہوئی پھر تھوڑا سا پڑھنے کو بتلادیا کہ اس کے پڑھنے میں دیر ہی نہیں لگتی۔ پھر بہت دن تک کئی دفعہ عرض کیا کہ اور کچھ بتلادیں فرمایا وہی کافی ہے۔ بالآخر سب کو ذکر کرتے دیکھا تو اور شوق بڑھا تب جاکر وہ ذکر بڑھایا ورنہ وہی کافی ہوجاتا۔

شیخ سے مناسبت پیدا کرنے کا طریقہ

ارشاد : شیخ سے مناسبت پیدا کرنی چاہیئے تب جاکر کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اور شیخ کی مناسبت اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ شیخ کے عادات واخلاق دیکھ کر ویسے ہی اخلاق وعادات اپنے اندر پیدا کرے۔

ارشاد :- سارے سلوک کا خلاصہ سنت کی پیروی کرنا ہے اور کچھ نہیں۔

استغناء

ارشاد : حضرت مولانا عبدالقدوس صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ابوسعیدؒ کا واقعہ بیان فرمایا۔ ابتداء یہ تھی کہ فاقہ ہوتا تھا۔ بھوک میں آکر جب صاحبزادے عرض کرتے تو فرماتے گھبراؤ مت۔ دیگ چڑھ رہی ہے۔ وہ پوچھتے کہاں؟ فرماتے جنت میں۔ اس حالت میں سلطان عالمگیرؒ نے دو گاؤں کی دستاویز لکھ کر بھیجی کہ یہ خانقاہ کے گزارے کیلئے ہے جب قاصد لے کر پہنچا تو فوراً پھاڑ کر پھینک دی اور حمام میں ڈالدیا۔ اتنا استغنا تھا پھر جب فتوحات ہوئیں تو صاحبزادے شہزادے ہوگئے اور بلخ میں سلطان نظام الدینؒ سے میراث لینے گئے تھے تو انہوں نے ان کو خوب رگڑے دئے تب خلافت دی۔

مجاہدہ باعث اصلاح ہے

ارشاد: حضرت سلطان اولیاء رحمۃ اللہ کے یہاں دو آدمی مرید ہونے کو آئے تو حوض پر جاکر یہ گفتگو کی حضرت سلطان جیؒ سن رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ یہ حوض ہمارے حوض سے بڑا ہے۔
حضرت نے فرمایا کیا تم اپنا حوض ماپ کر آئے ہو۔ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ پھر بڑا کیسے کہہ دیا۔ جاؤ پہلے اپنے حوض کو ناپ کر آؤ پھر اسے ناپو۔ تب مرید کروں گا۔ بس دور سے آئے تھے واپس گئے پھر واپس آئے۔ اسی مشقت میں قلب کی صفائی ہوگئی۔

دین کی اصل فکر

ارشاد: اصل دین کی فکر یہ ہے کہ دیکھے مسلمان کس کس غلطی میں مبتلا ہیں۔ ان کو تبلیغ کرے۔ اصل فکر یہ ہے کہ یہ دین کس طرح پھیلے ورنہ نری مدرسی سے کیا ہوتا ہے ایک پیٹ کا دھندا ہے۔

ارشاد: فتوے میں دیکھنا ہے کہ عام مسلمانوں کو نفع پہنچے ان کو ضرر سے بچایا جائے۔
مولانا منفعت علی فرماتے تھے کہ یہ نماز یہ لباس۔ داڑھی۔ روزہ یہ تو لوگوں کے ڈر کی وجہ ہے کہ بدنام کریں گے۔ اللہ واسطے کیا کام کرتے ہو دیکھنا یہ ہے۔

ارشاد: تبلیغ دین اس لئے پڑھوائی تھی کہ آدمی اپنے عیوب تلاش کرے۔ خالی مطالعہ مقصود نہیں ہے جو غلطیاں مسلمان کریں اسے بیان کرے اور ان کو اس کا صحیح طریقہ بتلائے۔

من یشاء کی دوسری تفسیر

ارشاد: مشہور یہ ہے کہ ولکن اللہ یھدی من یشاء میں یشاء کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے یعنی جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنا چاہیں۔ اس کو ہدایت فرماتے ہیں یہ عقیدہ بالکل درست ہے مگر بعض کج فہم لوگ اس سے جبر و ترک سعی استدلال کرنے لگتے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے اور یہ جواب اغبیاء کے لئے ہے کہ ضمیر من موصولہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص ہدایت چاہے اس کو ہدایت دیدیتے ہیں یہ تفسیر اگرچہ منقول نہیں۔ مگر دوسری آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ انلزمکموھا وانتم لھا کارھون یعنی وہ خود تمہاری ہدایت کو چپکاتے نہیں ہیں تم ارادہ کرو تب وہ ہدایت دیں گے۔
اس پر اشکال یہ ہوگا کہ خود بندے کا ارادہ بھی تو ان کی مشیت پر موقوف ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تم کو پہلے سے تو معلوم نہیں کہ فلاں کام میں اللہ تعالیٰ کی کیا مشیت ہے پہلے تم مشیت کرو۔ ارادہ کرکے کام کرو اس کے بعد معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اس طرح تھی۔ اسی طرح تم اوامر و نواہی پر عمل کرنا شروع کرو۔ بعد میں معلوم ہو جائے گا کہ مشیت الٰہی یہ تھی۔ ارادہ کرو شرع کے مطابق عمل کرو۔ تمہارا یہی کام ہے آگے اللہ کی مشیت ہے۔ ترک عمل کا نام مشیت نہیں ہے۔
اور الزامی جواب یہ ہے کہ دنیاوی افعال میں تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اللہ کو منظور ہوگا تو دنیا کا کام ہو جائے گا۔ ہمارے ارادے اور مشیت سے کیا ہوتا ہے۔ یہاں ایسا نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ یہ محض نفس کی شرارت ہے۔

تقدیر کا مسئلہ

تقدیر کے مسئلہ کی کنہ اور حقیقت معلوم کرنا گناہ ہے اور اس کی علت اس کی ممانعت ہے

تقدیر کے مسئلے میں گفتگو کرنے کی ممانعت ہے اور ممانعت ہی سبب گناہ ہے۔ ہاں جتنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا ہے اتنا اعتقاد رکھو باقی اس کی اصل حقیقت اللہ کے سپرد کرو۔ والراسخون فی العلم یقولون آمنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تقدیر کی کنہ تو جنت میں بھی معلوم نہ ہوگی کیونکہ یہ صفات خداوندی کا مسئلہ ہے اور صفت کی کنہ ذات کی کنہ معلوم ہونے پر موقوف ہے، اور یہ ثابت ہو چکا کہ ذات باری کی کنہ کا علم ہو نہیں سکتا۔ اس لئے تقدیر کے مسئلہ کی کنہ بھی معلوم نہیں ہو سکتی۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

جس طرح عنقا کا کوئی شکار نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے جال پھیلانا کوشش کرنا لاحاصل ہے اسی طرح ذات باری کے ادراک کی فکر کرنا اور سوچ بچار کرنا لاحاصل ہے۔ کل ما خطر ببالک فهو هالک والله اعز من ذالك۔

اے برادر بے نہایت درگہیست	ہر چہ بر وے میرسی بر وے مالیست
اندریں رہ زنجر می آید بدست	حیرت اندر حیرت اندر حیرت است

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نهاية اقدام العقول عقال	وغاية سعي العالمين ضلال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا	سوى ان جمعنا فيه قيل وقال

ہم کو تو محسوسات ہی کا علم نہیں پہلے عقلاء کہتے تھے کو اکب بسیط نہیں اب کہتے ہیں ان میں آبادی ہے پتہ نہیں کون صحیح کہتا ہے۔

تقدیر کا مسئلہ یوں سمجھ لو کہ نہ تم مجبور محض ہو نہ مختار محض ہو۔ جس طرح دنیا کے کاموں میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھتے۔ دین کے کاموں میں بھی کوشش کرو۔

انبیا در کار دنیا جبریہ اند	کافران در کار عقبیٰ جبریند
انبیاء در کار عقبیٰ اختیار	کافراں را کار دنیا اختیار

ناز کا علاج

ارشاد، اگر کسی کو اپنے علم پر ناز ہو تو سن لے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر تو کسی کو علم عطا نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتے ہیں۔ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحینا الیک۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو آپ کو دیئے ہوئے علوم ونقہ سلب کرلیں۔ ثم لا تجد لك به علینا وکیلا۔ پھر آپ کا کوئی کارساز بھی نہیں ہو سکتا دیکھئے کتنا ہولناک خطاب ہے آپ ڈر گئے ہوں گے اس لئے آگے فرمایا الا رحمة من ربك بس رحمت خداوندی ہی ساتھ دے سکتی ہے اور کوئی ساتھ نہیں دے سکتا۔ اگلے کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بڑی خشیت ہوگئی تھی اس لئے آگے جملہ بڑھایا ان فضله کان علیك كبيرا۔ چونکہ حق تعالیٰ کا فضل آپ کے شامل حال ہے اس لئے بالفعل رحمت آپ کی دستگیر ہے۔ آپ کسی طرح کا اضطراب نہ کریں۔ ایسا نہ ہوگا۔ محض اظہار قدرت اور تصحیح عقیدۂ امت کے لئے ایسا فرمایا ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گفتگو ہے۔ تا بدیگراں چہ رسد۔ علم پر ناز کرنا حماقت ہے۔ عرفان پہ کیا ناز ہو ان میں سے کوئی چیز مکتسب نہیں سب عطائے حق ہے۔ ان کو اپنی چیز سمجھنا کفر ہے اور کبر بہت ہی گندگیوں کی جڑ ہے۔

عظمت پانی پتی جھنگ شہر

حمد تیری یا الٰہی، تیرا احسانِ عظیم — تو نے بخشی ہم کو قرآن کی صراطِ مستقیم
رحمت فرمائی توفیقِ تلاوت اور عمل — کر دیا آساں اِس کے حفظ کا کارِ اجل

رکھ سدا اپنے نبی پر رحمتوں کا سلسلہ — ہے کلام اللہ جس کا آئنہ اور معجزہ
مشعلِ نورِ ہدیٰ جس کے سراپا و جبیں — جس کی شانِ برگزیدہ رحمتہ للعالمیں
بخش اصحابِ پیمبر کو مقاماتِ رضا — کر قبول ان کی بدولت مومنوں کی یہ دعا

ہم کو قرآن کے الف سے الفتِ باہم ملے — با سے بادل برکتوں کا ہر گھڑی برسا کرے
تا سے توبہ سب گنہگاروں کی ہو جائے قبول — ثا سے ہم سب پر ثوابِ آخرت کا ہو نزول
جیم سے جہد و جہاد و جیشِ پُر جاہ و جلال — حا سے حکمت و حقانیت و حبِّ حلال
خا سے خیر و خوبی و خورش و خوش خلقی و خلدِ بریں — دال کے بدلے عطا کر دولتِ دنیا و دیں
ذال سے ذکرِ الٰہی اور ذہانت کر عطا — را سے راہِ رشد و رحمت، رفعت و رزق و رضا
زا سے زادِ آخرت، زیارت رسول اللہ کی — سین سے سیرت، سعادت، سادگی، سنجیدگی
شین کے بدلے ملے شوقِ شہادت اور شفا — صاد سے صوم و صلوٰۃ و صدق کا بہتر صلہ
ضاد سے ضربِ کلیمی و ضمیرِ باشعور — طا سے طاسین اور طٰہٰ کی محبت کا وفور
ظا ظفر یابی و ظلِ اللہ کی لائے نوید — عین ہو علم و عمل اور عظمت و عرفاں کی عید
غین سے غیرت، غنا، و غازیان و غازیات — فا سے فتح و فکر و فوز و فائزین و فائزات
قاف سے قربِ الٰہی، قلبِ ذاکر، قبر نور — کاف سے کوثر، کرامت اور کرم یوم النشور
لام سے للّٰہیت، لبہائے مستِ لا الٰہ، — میم سے مرضیِ مولا و محمد مصطفےٰ
نون سے نورِ نبوت، نورِ قرآں، نورِ عرش — واؤ سے وحدانیت، وحدت، وصالِ عرش و فرش
ہا سے ہر ہر راہ میں ہم کو ہدایت کر عطا — یا سے دے ہم کو یقیں کامل صفات و ذات کا

عظمتِ قرآن کے صدقے میں پوری کر سدا
امتِ مسلم کے ہر فرد و جماعت کی دعا

قارئین کے نام

ماہنامہ البلاغ اپنے قارئین سے التماس کرتا ہے کہ جن حضرات کو البلاغ کا شمارہ ڈاک کی گڑبڑ کی وجہ سے نہ مل سکے وہ حضرات برائے مہربانی اس ماہ کے آخیر تک دفتر میں اطلاع کردیں۔ اطلاع ہر ماہ کی ۳۰ تاریخ تک آنی ضروری ہے۔ اس کے بعد آنیوالی شکایت کا ادارہ البلاغ متحمل نہ ہوگا۔ خط لکھتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں اور خط پر تاریخ ضرور درج کریں۔

تبصرہ کے لئے آنیوالی کتب کی تعداد چونکہ بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے ترتیب وار تبصرہ کیا جاتا ہے۔ برائے مہربانی بار بار تقاضے نہ کریں۔

ناظم البلاغ
شجاعت علی ہاشمی

محمد شاہد تھانوی

(پہلی قسط)
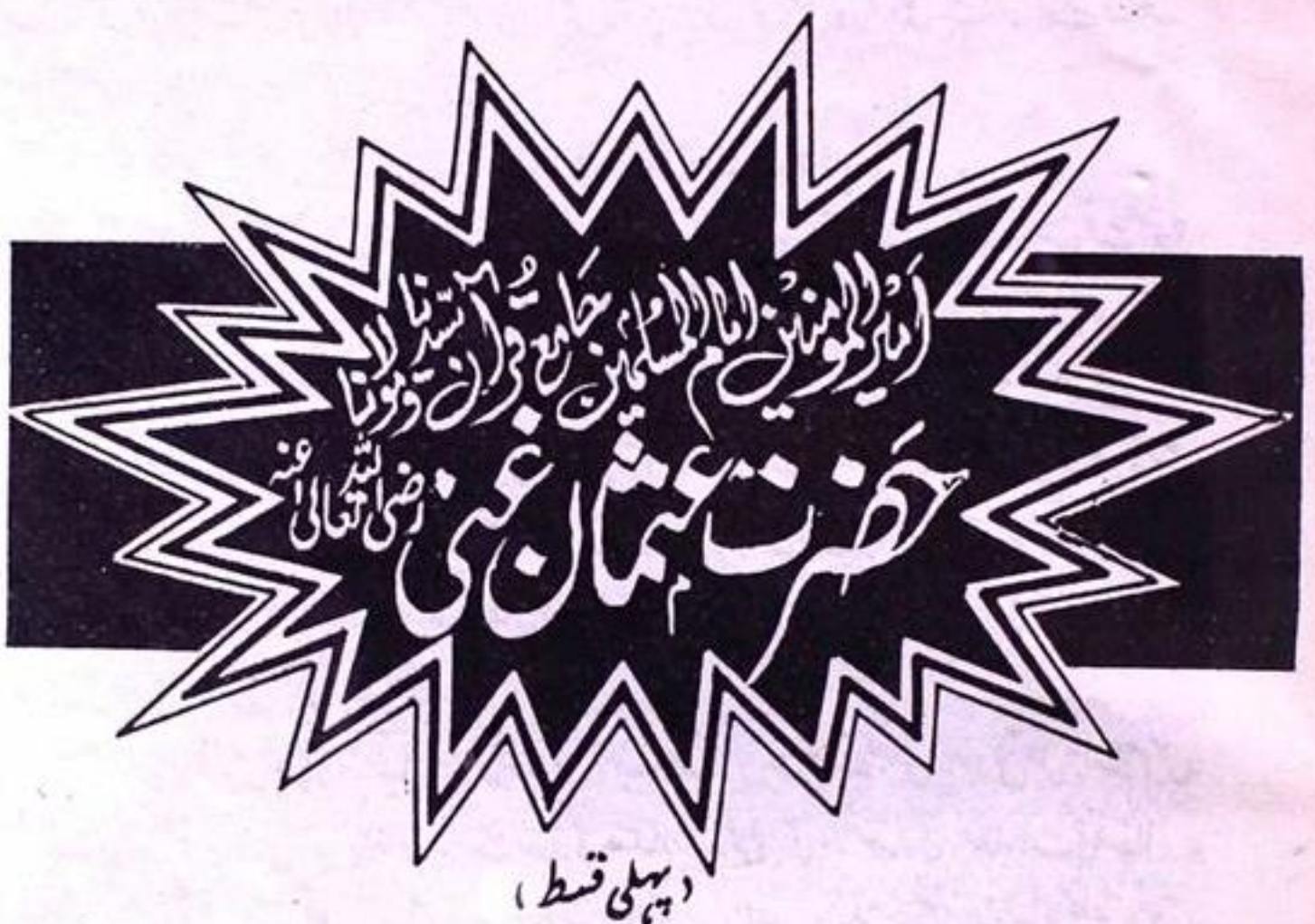
بادشاہ عشق ووفا تاج دار شرم وحیا پیکر حلم وغنا جامع قرآن سفیر رسول داماد آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم عشرہ مبشرہ کا مقدس فرد سبب بیعت رضوان، مشیر رسول، مشیر صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما رفیق سیدنا علی مرتضیٰ، غلام مصطفےٰ، عاشق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامل الحیاء والایمان سیدہ رقیہ وسیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے سرکا تاج ہم زلف شیر خدا رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کا بہنوئی خاندان نبوت کا ایک اہم فرد امام مظلوم شہید وفا محافظ حرمت تاج دار ختم نبوت، سابق الاسلام، مرد قلندر، عابد وزاہد۔ متواضع، خاکسار، منکسر المزاج، دربار نبوت کا حاضر باش سید الکونین کا محبوب خاص۔ خلیفہ راشد جانشین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جانشین ثالث آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم مرد دلیر، بہادر شجاع شب بیدار، حافظ قرآن حکیم، امام جود وسخا، اللہ کا ولی، امیر المومنین، امام المسلمین اللہ کا اتنا محبوب کہ اٹھارہ سو صحابہ کو رضامندی کا پروانہ بیعت رضوان کی وجہ سے زبان نبوت نے جس کی عصمت وعفت کی گواہی اس طرح دی۔

"میں عثمان سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان پر فرشتے حیا کرتے ہیں"

اس شخص کی عظمت ورفعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف شہادت کی افواہ پر سید الانبیا صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جان دینے کی اپنے دست اقدس پہ بیعت لی خدا کے دربار میں اٹھارہ سو جاں نثاروں کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ سب کو بخشش کا پروانہ دیدیا گیا صرف

عثمان غنی کے صدقہ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعلق قلبی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان غنی کے حبالہ عقد میں دیں (یہ شرف عظیم حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک کسی بھی امت میں کسی فرد کو نہ حاصل ہوا کہ کسی نبی و پیغمبر کا ڈبل داماد رہا ہو) یہی وہ مرد حق ہے جس کے لئے صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مقدس فرمایا

" اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتی تو میں یکے بعد دیگرے عثمان سے بیاہ دیتا "

یہی اسلام کا مایۂ ناز سپوت ہے جس کے لئے صاحب قاب قوسین نے اپنے دست مبارک کو بیعت تحت الشجرہ میں فرمایا - " یہ عثمان کا ہاتھ ہے " اس مرد جلیل کا اسم گرامی عثمان لقب غنی المعروف بہ عثمان غنی (رضی اللہ تعالی عنہ) ابو عبداللہ کنیت لقب ذوالنورین سیدنا حضرت عثمان غنی کی نانی تاجدار مدینہ کی سگی پھوپھی تھیں۔

حضرت عثمان کا خاندان شروع ہی سے ذی اثر اور صاحب ثروت تھا آپ کے جد امجد امیہ بن عبد شمس قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے قریش کا قومی علم انہی کے خاندان کے قبضہ میں رہتا تھا سیدنا عثمان غنی کا خاندان شرافت سرمایہ داری، ریاست اور غزوات کے اعتبار سے اہل عرب میں ممتاز و منفرد تھا بنو ہاشم کے علاوہ کوئی خاندان ان کے خاندان کی برابری کا دعوی نہیں کر سکتا تھا۔

یہ مرد حق ابھی عنفوان شباب میں ہی تھا کہ مکہ میں توحید کی صدائیں بلند ہونے لگیں یہ مرد حق قبل از اسلام بھی عفت، پاکدامنی، پارسائی، دیانتداری، راست گفتاری، سخاوت و غمخواری، راستبازی، معاملات کی صفائی میں مشہور و معروف تھا۔ قبل از اسلام ہی یہ عظیم المرتبت شخص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مخلص رفیق تھا لہذا جب سیدنا صدیق اکبر نے ان کو دعوت اسلام دی بلا چون و چرا دعوت حق پر لبیک کہا ایک دن یہ صدیق اکبر کے پاس بیٹھے تھے اور صدیق اکبر انہیں اسلام کے متعلق بتلا رہے تھے کہ کائنات کی معزز ترین ہستی تشریف لے آئی اور فرمایا عثمان خدا کی جنت قبول کرو زبان نبوت کے نکلے ہوئے یہ الفاظ عثمان کے دل میں اتر گئے اسی وقت کلمہ طیبہ پڑھکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اپنا نام درج کرالیا۔ اور آخر دم تک یہ تاج غلامی سر سے نہ اترا۔ خاندان بنو امیہ کا یہ عظیم فرد ایسے وقت مشرف باسلام ہوا جب سارا خاندان اسلام اور اہل اسلام کا دشمن تھا کلمہ طیبہ پڑھنے کے جرم میں اس مرد قلندر کو مصائب و آلام سے بھی واسطہ رہا سخت سزائیں بھی ملیں لیکن یہ اللہ کا ولی کا زروں کی سزاؤں میں اسلام سے بددل نہ ہوا کسی کو معلوم نہ تھا کہ بنو امیہ کا فرد اسلام کا درخشندہ ستارہ ثابت ہوگا اور اسے وہ مرتبہ ملے گا جس پر ملائکہ بھی رشک کریں گے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے سے خاندان نبوت سے دوہری دامادی کا شرف عظیم حاصل ہوا۔ جوں جوں آقائے دوجہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور اللہ کے دیوانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اسی قدر کفار میں حسد کی آگ بھڑکتی تھی اور وہ ہر طرح سے ان نفوس قدسیہ کو اپنے ظلم و تشدد کا نشانہ بناتے لیکن ان دیوانوں کو کوئی ظالم و جابر راہ حق سے نہ ہٹا سکا نہ کلمہ توحید کا جام ان کے منہ سے ہٹا سکا حتی کہ ان مردان دلاور کو اپنے ہی قریبی اعزہ حتی کہ خون کے رشتوں سے ظلم سہنا پڑا۔ اور ظلم و تشدد آنا بڑھا کہ ان دیوانوں کی طاقت صبر جواب دے گئی جب سید الانبیاء تاجدار حرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا کہ ان حضرات کو ان کی غلامی اور عشق و محبت کی اسقدر سخت سزائیں مل رہی ہیں تو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم فرما دیا سیدنا عثمان غنی

مع شہزادی امت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملک حبش تشریف لے گئے چنانچہ یہ پہلا گھرانہ تھا جو راہ حق وصداقت میں اپنے وطن اور اہل وطن کو الوداع کہکر حبشہ چلا گیا جس پر زبان نبوت سے یہ ارشاد ہوا۔

"عثمان میری امت کا پہلا شخص ہے جس نے مع اہل وعیال ہجرت کی۔"

جب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے لئے حکم فرمایا تو یہ مرد حق بھی مع اہل وعیال اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مدینہ روانہ ہوگیا مدینہ میں صاحب قاب قوسین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان کی مواخاۃ سیدنا حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادی یہ شاعر رسول سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ کے حقیقی بھائی تھے مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کے لئے اہم مسئلہ پانی کا درپیش تھا یہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے اس کے بغیر چارہ نہیں اس وقت صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا پانی اس لائق تھا کہ اسے پینے کے لئے استعمال کرسکیں مگر اس کا مالک آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلاموں کا دشمن تھا وہ کیسے پانی دے سکتا تھا اس کا بس چلتا تو ان توحید کے علمبرداروں کو زندہ ہی نہ رہنے دیتا مسلمانوں میں یہ طے ہوا کہ اسے خرید کر وقف عام کردیا جائے جس کا جی چاہے استعمال کرے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ قیمت کون اللہ کا بندہ دے اللہ نے یہ سعادت بھی سیدنا عثمان غنی کی قسمت میں لکھی تھی لہٰذا اسی مرد جلیل نے کئی ہزار درہم دے کر کنواں خرید لیا اور عام وقف کردیا جس سے توحید کے علمبردار اپنے تشنہ لب سیراب کرنے لگے باوجود اس کے کہ مکہ سے ہجرت کرچکے تھے مدینہ منورہ میں آباد ہوگئے تھے لیکن مشرکین ومنافقین کو یہ صورت بھی ناگوار گذر رہی تھی تحقیر وتذلیل کا کوئی موقعہ ایسا نہ تھا جو کہ مشرکین ومنافقین چھوڑتے۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے محفل میں مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مضحکہ اڑاتے آوازیں کستے گالیاں بکتے لیکن یہ بندگان صبر ورضا اُف تک نہ کرتے۔

۲ھ میں اسلامی تاریخ کی سب سے اولین جنگ پیش آئی جسے غزوۂ بدر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ہر مسلمان کی خواہش تھی کہ اس معرکہ میں شامل ہو اور راہ حق میں اپنے آقا ومولا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ پر جان کا نذرانہ پیش کردے۔ سیدنا عثمان غنی بھی بیقرار وبیتاب تھے مگر ملکۂ جنت شہزادی امت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دختر سید الکونین زوجۂ ذوالنورین شدید علالت میں تھیں صاحب التاج والمعراج صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا تم تیمارداری کرو تمہیں شرکت کا اجر اور حصہ مال غنیمت ملیگا اس بندۂ خاکی نے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم خم کردیا اور ملکۂ جنت کی تیمارداری میں جانفشانی اور تندہی سے مصروف ہوگیا اس لئے کہ یہ قابل احترام ہستی صرف بیوی ہی نہ تھی بلکہ شہ لولاک کی لخت جگر نور نظر شہزادی امت ملکۂ جنت فاطمہ کی بہن عائشہ وحفصہ کی بیٹی خدیجہ کی جگر گوشہ اور قیامت تک آنیوالے مسلمانوں کے لئے انتہائی معزز ومحترم شخصیت تھی لیکن رب کو کچھ اور منظور تھا عثمان کی شبانہ روز تیمارداری دعائے نیم شبی کام نہ آئی ملکۂ جنت کا آخری وقت آگیا جنت کی حوریں اور ملائکہ استقبال کی تیاریاں کرنے لگے کہ ملکۂ جنت آنے والی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر میں اپنے دیوانوں اور جاں نثاروں کے ہمراہ پرچم توحید بلند کررہے تھے ادھر ان کی لخت جگر سفر آخرت کی تیاری میں مصروف تھیں بالآخر سیدنا عثمان غنی کا دامادی کا رشتہ ختم ہوگیا یعنی ملکۂ جنت جنت کو روانہ ہوگئیں سیدنا عثمان اور سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے تجہیز وتکفین کی۔ ابھی یہ حضرات شہزادی امت کو منزل عدم کی طرف روانہ کررہے تھے کہ نعرۂ تکبیر کی شیریں

صدا کانوں میں آئی دیکھا کہ حضور کا غلام رفیق عثمان وصدیق حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ صاحب لولاک کی ناقہ پر سوار چلے آرہے ہیں اور یہ خوشخبری ساتھ لائے ہیں کہ جنگ بدر میں فتح توحید کا پرچم بلند کرنے والوں کی ہوئی شکست اہل کفر ونفاق کو ہوئی۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے سیدہ رقیہ کی جدائی معمولی صدمہ نہ تھا اسلئے کہ صرف وہ عثمان کی اہلیہ ہی نہ تھیں بلکہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صاحب ارض وسما کی شہزادی تھیں پھر یہ کہ جو رشتہ حضرت رقیہ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا عثمان کو ملا تھا وہ بھی ختم ہوگیا لہٰذا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا افسردہ ومغموم ہونا فطری امر تھا اس کے ساتھ ہی جنگ بدر میں عدم شرکت کا دلی صدمہ تھا باوجودیکہ سید الکونین کے حکم سے تیمارداری کے لئے رکے رہے لیکن شوق جہاد جذبۂ شہادت اپنی جگہ تھا۔

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ان کا رفیق، محبوب، مخلص دوست، ساتھی، عاشق اور داماد ہر وقت رنجیدہ رہتا ہے تو تسلی وتشفی دی اسلئے کہ خود آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمارداری کے لئے فرمایا تھا اور آپ کو مجاہد بدر قرار دیا اور مال غنیمت میں سے حصہ بھی مرحمت فرمایا اجر وثواب کی بشارت عظمیٰ سے بھی سرفراز فرمایا اس کے باوجود بھی سیدنا عثمان غنی ملول ورنجیدہ رہتے تھے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہ شفقت محبت اپنی دوسری شہزادی ملکۂ جنت شہزادیٔ امت سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما دیا اس طرح خاندان نبوت سے دوبارہ رشتہ قائم ہوگیا۔ یہ اعزاز اتنا عظیم ہے جسمیں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کوئی ہمسر نہیں از زمانۂ حضرت آدم تا قیامت۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غزوہ کے بعد ہر غزوہ اور معرکہ میں دل وجان سے شریک رہے۔ اور دلیرانہ طریقہ پر توحید کا پرچم سینہ سے لگائے رکھا کہیں بھی بامردی، شجاعت واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اکثر مواقع پر اپنی مدبرانہ رائے اور قیمتی مشوروں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیتے۔

میدانِ احد میں سرور کائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ مجاہد بھی تھا جب غزوہ ذات الرقاع پیش آیا تو اسی مرد قلندر کو نائب رسول ہونیکا شرف عظیم ملا۔ ۶ھ میں حضور مرتبت نے کعبۃ اللہ کی زیارت کا قصد فرمایا راستہ میں معلوم ہوا کہ مشرکین ومنافقین مانع ہوں گے اور باقاعدہ جنگ کریں گے لیکن اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اس لئے سیدنا عثمان غنی کو اپنا سفیر نامزد فرمایا اور وہاں بات چیت کے لئے بھیج دیا چند دن تک سفیر رسول کی کوئی خیر خبر نہ ملی سب صحابہ پریشان تھے خود تاجدار حرم پریشان تھے اسی اثنا میں یہ افواہ اڑگئی کہ سفیر رسول عاشق توحید غلام مصطفےٰ محبوب رحمۃ للعالمین کو شہید کردیا گیا یہ خبر تو صحابہ کرام پر بجلی بنکر گری انہیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ ان کے دوست کے ساتھ یہ برتاؤ ہوگا ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رنجیدہ تھے کہ ان کے سفیر کے ساتھ یہ برتاؤ؟ اس وقت حضور کی اور صحابہ کی رنج وغم کی کیا کیفیت تھی اندازہ نہیں ہوسکتا۔

(جاری ہے)

(تبصرے کیلئے ہر کتاب کی دو جلدیں آنا ضروری ہیں۔ ادارہ)

نام کتاب: **جہادِ افغانستان**
مصنف: مولانا نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد و مہتمم دارالعلوم وزیرستان وانا۔
سائز: ۲۳×۱۸ کل صفحات: ۲۴۶ قیمت: پچاس روپے۔
ناشر: دارالعلوم مرکزی جامع مسجد وانا۔ جنوبی وزیرستان۔ پاکستان۔
ملنے کا پتہ: مکتبہ عثمانیہ۔ بازار خراداں۔ گوجرانوالہ۔

حضرت مولانا نور محمد صاحب دامت برکاتہم، ایک جید عالم دین، وانا کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور دارالعلوم وانا کے بانی اور مہتمم ہیں۔ آپکے دل میں حریت و آزادی کی شمع روشن ہے۔ آپ جذبۂ جہاد سے سرشار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے ذوق سے پُر ہیں۔

جہاد اسلام کے بنیادی احکام میں سے ایک اہم حکم ہے جس پر ملت اسلامیہ کی رفعت و برتری کا دار و مدار اور ان کی عزت و شان کا انحصار ہے۔

افغانستان کا موجودہ جہاد بلاشک و شبہ شرعی جہاد ہے۔ چونکہ یہ جہاد روس اور اس کے ملحد و بے دین ساتھیوں کے خلاف کیا جا رہا ہے لہٰذا یہ جہاد شرعی اور فرض عین ہے۔

"جہاد افغانستان" کے خلاف مختلف اطراف سے پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ یہ لڑائی جہاد نہیں ہے تاکہ پاکستان کے عوام کو افغان مجاہدین سے بے زار و متنفر کر دیا جائے۔

حالانکہ جہاد کے شرعی احکام کے مطابق جس ملک پر کافروں کا تسلط ہو جائے وہاں کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہے جبکہ ان کے قریب رہنے والے مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

"جہاد افغانستان" میں حصہ لینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس جہاد کے بارے میں مسلمانوں کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے اور اس کے خلاف مختلف حلقوں کی طرف سے جو شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں ان کا ازالہ کر کے جہاد کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے۔

مولانا نور محمد صاحب مدظلہ آج جنوبی وزیرستان کی مرکزی جامع مسجد اور دارالعلوم میں تعلیمی و دینی خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ افغانستان کے جہاد آزادی کے ایک بڑے معاون اور

مددگار کی حیثیت سے سرگرم عمل ہیں۔

اس کتاب میں روسی نظام کی بنیادی خرابیاں، روسیوں کی اسلام دشمنی اور انکے آئندہ عزائم کی بابت بہت اچھے انداز میں لکھا گیا ہے۔ جس کے پڑھنے سے دشمنانِ اسلام کے عزائم بد کا پتہ چلتا ہے جہاد کی اہمیت، فضیلت اور عظمت قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے، شہداء کا مقام اور ان کی شان، جہاد سے بھاگنے والوں کی بابت تنبیہات اور مختلف شکوک وشبہات کا رد دلائل سے تحریر فرمایا گیا ہے۔

مختلف اعتراضات کو سوالات کی شکل میں تحریر فرما کر ان کا جواب بڑے سلیقے سے دیا گیا ہے۔ کتاب جہاں معنوی حسن سے معمور ہے ظاہری حسن میں بھی اپنی مثال آپ ہے۔ بہترین سنہری ڈائی دار جلد، عمدہ سفید کاغذ لاجواب چھپائی اور حسین کتابت کے ساتھ یہ لاجواب تحفہ ہر مسلمان کے مطالعہ کے قابل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کی اصلاح وہدایت کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کے دلوں میں پیدا شدہ شکوک کا ازالہ فرمائے۔ امید ہے قارئین اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ نشرواشاعت میں حصہ لیکر جہاد کے ثواب میں حصہ دار بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور انکو مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو دنیا وآخرت کی سرخروئی کا ذریعہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کے معاونین وناشرین کو بھی دینی ودنیاوی ترقیوں سے نوازے (آمین بحرمۃ سید المرسلین) (ا۔ا۔خ۔س)

نام کتاب: **آسان عربی** (حصہ اول) مؤلف: مولانا محمد طاہر کوثر

سائز: ۲۳ × ۱۸ کل صفحات: ۵۶ قیمت: ۵/۷۵ روپے

ناشر: دار العلوم عثمانیہ۔ نورانی بستی۔ کورنگی ۱ کراچی ۳۱

مولانا محمد طاہر کوثر صاحب ایک مستند عالم دین اور دار العلوم عثمانیہ کورنگی ۱ کے استاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو علمی ذوق اور فکری صلاحیت سے نوازا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب آپ ہی کے ذوقِ علم کا نتیجہ ہے۔ یہ کتاب پینتالیس عربی اسباق پر مشتمل ہے۔ جو طلبہ کو عربی سے مانوس کرنے اور عربی کی بنیادی معلومات سے واقف بنانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اسباق میں عربی الفاظ اور ان کے اردو معانی تحریر کئے گئے ہیں۔ سوال وجواب کے ذریعہ عربی گفتگو کرنے کا سلیقہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ الفاظ پر اعراب لگائے گئے ہیں جن کے ذریعہ صحیح تلفظ کرنے کا مادّہ پیدا ہوتا ہے۔

آخر میں اصحاب بدریین کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ ان پر بھی اعراب لگا دیئے جاتے تو بہتر تھا۔ اسمائے اصحاب کہف، اسمائے عشرہ مبشرہ، اسمائے ازواج مطہرات، اسمائے اولاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درج ہیں جن کا پڑھنا اور یاد رکھنا باعث برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس علمی خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اُمید ہے کہ قارئین اس کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔ (ا۔ا۔خ۔س)

نام کتاب: ارشادات حضرت تھانویؒ
ملنے کا پتہ: ایچ ایم سعید کمپنی۔ ادب منزل، پاکستان چوک۔ کراچی
قیمت: دس روپے

پیش نظر کتاب جو ساٹھ صفحات پر مشتمل اور ریگزین کی خوبصورت جلد سے مزین ہے۔ یہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان گراں قدر ارشادات کا ذخیرہ ہے، جو انہوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں — موجودہ زمانہ کے لوگوں کی اصلاح و تربیت کیلئے مختلف مجالس اور متفرق مواقع پر ارشاد فرمائے۔ حضرت تھانویؒ کے ارشادات کی صحت پر بڑے بڑے دیگر اہلِ علم کی شہادت موجود ہے اور ہر طبقہ کیلئے ان کی افادیت تجربہ سے ثابت ہوتی رہی ہے، ان ارشادات کے مختلف مجموعے، خود حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی نظر تصدیق کے بعد شائع ہو چکے ہیں اور کچھ عرصہ سے ان مجموعوں میں سے حسب موقع انتخاب بھی علیحدہ شائع ہو رہا ہے، اسی نوعیت کا ایک مجموعہ یہ بھی ہے۔

اس مجموعہ کو نہایت عمدہ آرٹ پیپر پر خوبصورت کتابت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے، غالباً اس عمدگی سے اس سے پہلے کوئی مجموعہ ارشادات شائع نہیں ہو سکا۔ البتہ دو باتیں اس سلسلہ میں ناشرین کی توجہ چاہتی ہیں:

ایک تو یہ کہ ان مختلف ارشادات پر ذیلی عنوانات کا اضافہ کرا دینا مناسب تھا جس کی فہرست بھی شروع کتاب میں شامل ہو جاتی، تاکہ موجودہ دور کے قارئین اس سے زیادہ آسانی سے مستفید ہو سکتے، نیز بعض ارشادات کا اس میں تکرار ہے اسے حذف کر دینا چاہیئے یا اس کی جگہ دوسرے ارشادات شامل کر دینے چاہئیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کے مختلف مجموعے الگ الگ ناموں سے شائع ہو چکے ہیں اگر یہ مجموعہ انہی میں سے کوئی ایک ہے تو کم از کم اندرونی ٹائیٹل پر وہ نام لکھ دینا ضروری ہے، اور اگر یہ مختلف مجموعوں سے انتخاب ہے، جیسے کہ اس کے مطالعے سے اندازہ ہو رہا ہے تو ان ملفوظات کے اصل ماخذ کا حوالہ ہر ملفوظ کے اخیر میں دیدینا چاہیئے، ان دو باتوں کا لحاظ کرنے سے اس مجموعہ میں مزید استناد اور حسن پیدا ہو جائیگا۔ بہرکیف موجودہ حالت میں بھی یہ اپنی جگہ بہت خوب ہے، اور طباعت کے اس معیار کے ساتھ نہایت کم قیمت بھی، امید ہے باذوق حضرات اس کی پذیرائی کریں گے۔ (ر۔ ع۔ ہ)

نام کتاب ۔ دیوبندی اور بریلوی اختلاف کی حقیقت

مؤلف :۔ پروفیسر حافظ عبدالرزاق صاحب ۔ سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ ۔ کل صفحات ۔ ۲۰ ۔ قیمت درج نہیں

علماء دیوبند و بریلی قرآن و سنت کو حجت مانتے ہیں اور امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں ۔ دونوں فقہ حنفی کے پیروکار ہیں ۔ ایک ہی طرح نماز پڑھتے ہیں ۔ پھر اختلاف کیسا ؟ زیر تبصرہ کتاب میں غلط فہمیوں کو دور کرکے اتحاد کی دعوت دی گئی ہے ۔ کاش مسلمان متحد ہو کر کفر و شرک سے مقابلہ کرتے اور باہم ٹکرا کر اپنی اجتماعیت کو ضائع نہ کرتے ۔ اللہ تعالیٰ اس تحریر کو اتفاق و اتحاد کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کو باہم ٹکرا کر اپنی طاقت ضائع کرنے سے بچائے ۔ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مفید ہے ۔ (ا۔ا۔خ۔س)

خوشخبری

ادارہ ماہنامہ البلاغ اپنے قارئین کو یہ اطلاع دیتے ہوئے انتہائی مسرت محسوس کرتا ہے کہ ماہ رجب ۱۴۰۸ھ سے ماہنامہ البلاغ میں آٹھ صفحات کا اضافہ کیا گیا تھا ۔ قارئین کی طرف سے اس اضافہ کا خیر مقدم کیا گیا ہے ۔ ادارہ البلاغ امید کرتا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کا تعاون ہمیں ہمیشہ حاصل رہے گا تاکہ ہم ماہنامہ البلاغ کو مزید ترقی دے سکیں ۔ آپ حضرات سے التماس ہے کہ ماہنامہ البلاغ کے زیادہ سے زیادہ خریدار بنائیے ۔ تاکہ دین کی اشاعت کا دائرہ وسیع تر ہو سکے ۔

والسلام

شجاعت علی ہاشمی

ناظم البلاغ